رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

قادیان

الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۹۱ | مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء | جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۸ جنوری بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی خیر و عافیت ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ نے پیشاب میں سوزش بڑھ جانے کے سبب ڈاکٹری ہدایات کے ماتحت علاج کے لئے ایک ہفتہ کی رخصت حاصل کی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

۲۱ جنوری محلہ دار الانوار کے متصل مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل کے مکان کی اور ۲۶ جنوری محلہ دار الفضل میں ملک ظفر حق صاحب مجسٹریٹ کے مکان کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنیاد رکھی۔ اور دعا فرمائی۔

قادیان میں سیاسی انجمن نیشنل لیگ کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسہ

احراریوں۔ اور پولیس کی غلط بیانیوں کی تردید

۲۷ جنوری بعد نماز عصر سیاسی انجمن کے ماتحت جس کا نام "نیشنل لیگ" رکھا گیا ہے۔ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں صاحب صدر جناب صوفی عبد القدیر صاحب بی اے نے اس تعاون کے لئے جو احباب دلی شوق سے ان کے ساتھ کر رہے ہیں شکریہ ادا کیا۔ اور تقریر کرتے ہوئے کہا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا اپنے خطبات میں فرما چکے ہیں اور اس انجمن کی تاسیس کی اجازت دیتے ہوئے ہمیں بھی تحریر فرما چکے ہیں۔ ہم میں سے اگر کوئی شخص کسی جوش کے ماتحت حکومت وقت کی فرمانبرداری یا قانون کی حد سے باہر جائیگا۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے برگشتہ ٹھہریگا۔ اس اصل کے ساتھ اس مقصد کے لئے جسکو لے کر ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو ہر قسم کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے احباب نے اس کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے ان غلط بیانیوں اور دروغگوئیوں کی جو ۲۳ جنوری کے جلسہ کے متعلق اخبار "احسان" اور "زمیندار" میں کی گئی تھیں ایک ایک کر کے تردید کی۔ اور ایک ایک امر کے متعلق احباب سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ایسا کیا۔ یا کہا۔ تمام مجمع نے ان کذب بیانیوں۔ اور بہتان طرازیوں پر لعنت و نفرین کا اظہار کیا۔

آپ نے کہا۔ کہ سنا گیا ہے۔ کہ پولیس کی ڈائری میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ہم نے اس جلسہ میں ڈپٹی کمشنر کو حرامزادہ کہا۔ لیکن پٹواری کی ڈائری میں یہ بات نہیں۔ اس پر پٹواری سے باز پرس کی گئی۔ اور اسے تبدیل کر دیا گیا ہے حالانکہ اگر یہ صحیح ہوتا۔ تو "زمیندار" اور "احسان" میں احراریوں نے جو سر تا پا غلط رپورٹیں شائع کرائی ہیں۔ ان میں ضرور لکھتے۔ مگر ان کا نہ لکھنا ثبوت ہے اس امر کا کہ ہم نے نہیں کہا۔ اگر حکومت دور اندیشی سے کام لیتی۔ تو ۲۲

کی جائے سے تو اضع کی گئی۔

خدمتِ دین کیلئے زندگی وقف کرنے والوں کو ضروری اطلاع

حسب الارشاد سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ذیل کے تمام احباب جنہوں نے اپنے آپ کو تین سال کے لئے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں بطور وقف پیش کیا ہے۔ جلسے جلد قادیان پہنچ کر دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں انٹرویو کے لئے حاضر ہوں۔ خاکسار پرائیویٹ سکرٹری۔

(۱) خلیفہ صلاح الدین صاحب۔ قادیان (۲) مرزا عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل۔ قادیان۔ (۳) مولوی عطاء اللہ صاحب مولوی فاضل۔ قادیان (۴) علی محمد صاحب مرالہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ (۵) ماسٹر رشید احمد صاحب۔ اہل پور ضلع ہوشیارپور (۶) عطاء اللہ صاحب پسر ماسٹر رشید احمد صاحب اہل پور ضلع ہوشیارپور۔ (۷) نعیم اللہ صاحب۔ حویلی نور خان جھنگ شہر (۸) مولوی عبدالرحیم صاحب مولوی فاضل پسر حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ قادیان (۹) محمد یوسف صاحب ککھی۔ چک ال (۱۰) مولوی محمد منعم الحسن صاحب معرفت سید امتیاز حسین صاحب پاکپتن (۱۱) عبدالمنان صاحب پسر ایم۔ اے ستار ایم۔ اے پریزیڈنٹ احمدیہ ایسوسی ایشن۔ کٹک (۱۲) عزیز احمد صاحب ولد چوہدری کریم بخش صاحب ساکن بھاگو بھٹی سیالکوٹ (۱۳) نذیر احمد صاحب برادر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب میڈیکل آفیسر موچھ (۱۴) عطاء اللہ خان صاحب بی۔ اے پسر رسالدار خداداد خانصاحب مرحوم قادیان (۱۵) محمد اسحاق صاحب ابن حاجی اللہ بخش صاحب چیمہ رکے ملگوے۔ ضلع سیالکوٹ (۱۶) عبدالرشید صاحب سیالکوٹ (۱۷) محمد دین صاحب ابن منشی فیض محمد صاحب پٹواری زیرہ ضلع فیروزپور (۱۸) احسان الٰہی صاحب بھٹی محلہ اراضی یعقوب شہر سیالکوٹ (۱۹) عبدالسلام صاحب محلہ اسلام آباد سیالکوٹ شہر (۲۰) محمد اشرف صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات (۲۱) حاجی احمد خان صاحب ایاز۔ ایل ایل۔ بی سٹوڈنٹ۔ دہلی (۲۲) عبدالرحمٰن صاحب خلف مولوی محمد تقی صاحب سنور۔ ریاست پٹیالہ (۲۳) عزیز احمد خان صاحب سپرا سنڈی لاہور (۲۴) احتشام الحق صاحب طالب علم تھرڈ ایئر طبیہ کالج علیگڑھ (۲۵) محمد اسماعیل صاحب طالب علم تھرڈ ایئر کلاس طبیہ کالج علی گڑھ (۲۶) محمد شریف صاحب گجرات (۲۷) ملک بشارت ربانی صاحب فلیمنگ روڈ۔ لاہور۔ (۲۸) مرزا عبدالرحمٰن صاحب۔ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور (۲۹) مرزا محمد یعقوب صاحب۔ قادیان (۳۰) مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل زیروی۔ قادیان (۳۱) محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل قادیانی محلہ آرائیاں۔ قادیان۔ (۳۲) مولوی نور احمد صاحب مولوی فاضل۔ قادیان۔ (۳۳) سید احمد علی صاحب مولوی فاضل قادیان (۳۴) محمد اسحاق صاحب سوہی۔ قادیان (۳۵) حافظ بشیر احمد صاحب مولوی فاضل۔ قادیان (۳۶) مولوی رمضان علی صاحب مولوی فاضل متعلم جامعہ احمدیہ قادیان (۳۷) محمد عبداللہ صاحب و (۳۸) عطاء اللہ صاحب پسر قاضی شیخ محمد صاحب قریشی (۳۹) مولوی عبدالحق صاحب مولوی فاضل قادیان (۴۰) محمد علی صاحب سول ناظر محکمہ صاحب سینیئر جج پشاور (۴۱) عطاء اللہ صاحب۔ بلاک ۹ سرگودھا۔ (۴۲) عاشق حسین صاحب سیالکوٹ شہر۔ (۴۳) سید شاہ محمد صاحب معرفت پیر محمد زمان شاہ صاحب وکیل۔ مانسہرہ (۴۴) چوہدری فضل احمد صاحب ساکن پنڈی ضلع گورداسپور۔ (۴۵) بشیر احمد صاحب پشاور (۴۶) محمد حنیف شاہ صاحب گوجرہ ضلع لائل پور (۴۷) عزیز اللہ صاحب معرفت ولی محمد صاحب پٹواری۔ نارووال۔ (۴۸) نذیر احمد صاحب سکنہ لوبک ضلع سیالکوٹ۔ (۴۹) نذیر احمد صاحب بی۔ اے۔ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ (۵۰) محمد شریف صاحب پسر صاحب دین صاحب۔ گوجرانوالہ (۵۱) محمد اسحاق صاحب ولد نبی بخش صاحب دوکاندار۔ قادیان (۵۲) شیخ عابد علی صاحب محلہ دارالفضل قادیان۔

لاہور میں نیشنل لیگ قائم کی گئی

زیر صدارت شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ انجمن احمدیہ لاہور کا اجلاس بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں ۲۵ جنوری منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ایک نیشنل لیگ قائم کی جائے۔ ہندوستان کے موجودہ تشویشناک حالات کا اقتضا یہ ہے۔ کہ مختلف جماعتوں میں منافرت پیدا کرنے والی تحریکوں کا سدباب کیا جائے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں قانون کا احترام ہو۔ وہاں قانون کا صحیح نفاذ بھی ہو۔ اب حالات ایسے ہیں کہ اگر ہندوستانیوں نے باعزت زندگی بسر کرنا ہے۔ تو انہیں ایسی تحریکات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جو پھوٹ ڈالنے والی ہیں۔ صاحب صدر نے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کئے۔ اور یہ ظاہر کیا۔ کہ جب تک ہر شہر اور قصبہ میں ایسی لیگ قائم نہ ہو گی۔ ملک کی فضا کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتی۔

(۱) اس کا نام نیشنل لیگ ہو گا۔ (۲) اس میں ہر مذہب و ملت کے لوگ جو اس کے اصول سے متفق ہوں شامل ہو سکتے ہیں (۳) یہ لیگ اس امر کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ ہندوستان میں سیاسی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اور اس بارہ میں وہ ملک کی ہر سیاسی انجمن کی جو ملک کی صحیح خدمت کر رہی ہو گی۔ اپنے اصول کے مطابق تائید کرے گی۔ لیکن اس کا سب سے بڑا کام رائج الوقت قانون کے صحیح صحیح نفاذ کا خیال رکھنا ہو گا۔ کیونکہ اس لیگ کے نزدیک قانون کا صحیح استعمال قانون کی اصلاح سے کم ضروری نہیں ہے (۴) یہ لیگ اس امر کا خیال رکھیگی۔ کہ رعایا اور حکام کے تعلقات اور ہندوستان کے مختلف فرقوں کے باہمی تعلقات اخلاق کی بنا پر قائم ہوں۔ اور جو بھی بد اخلاقی دیکھی جائے۔ خواہ حکام رعایا کے خلاف کریں۔ خواہ رعایا حکام کے خلاف یا رعایا کے دو حصے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کریں۔ یہ لیگ اسے اسکی غلطی کی طرف توجہ دلائے گی۔ اور ہر کوشش اسکی اصلاح کی کرے گی۔ (۵) یہ لیگ یقین رکھتی ہے۔ کہ جب تک حکام اور رعایا کے تعلقات اور رعایا کے باہمی تعلقات صحیح اصول پر قائم نہ ہوں گے ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اخلاق کی کمزوری بزدلی پیدا کرتی ہے اور بزدل قومیں ترقی نہیں کیا کرتیں۔ پس یہ لیگ تمام سیاسی اور تمدنی انجمنوں کو اس اہم اصلاح کی طرف توجہ دلاتی رہے گی۔ اور جو بھی اس کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھائیگا۔ اس سے مل کر کام کرنے کے لئے تیار رہے گی۔ (۶) اس لیگ کے ہر ممبر کا فرض ہو گا۔ کہ قانون کی پوری طرح پابندی کرے اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے سب کام کرے اس لیگ کے بانی یقین رکھتے ہیں۔ کہ قانون کی پابندی کرتے ہوئے بھی

۶- ہم ملک کو ترقی کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے یہ لیگ ان انجمنوں کے ساتھ بھی جو اصول میں اس لیگ سے متفق نہ ہوں۔ ان کاموں میں جو ملک کے لئے مفید ہوں۔ اس حد تک کہ قانون اسکی اجازت دیتا ہو۔ تعاون کرنے کے لئے تیار رہیگی کیونکہ جن کاموں میں دونوں کا اتحاد ہو۔ ان میں اپنے اصول کے مطابق کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انہی اصول کے مطابق یہ لیگ سرکاری محکموں کے ساتھ بھی تعاون کرے گی جیسے کہ مثلاً جوڈیشری کی اصلاح کے متعلق اس وقت چیف جسٹس صاحب نے اعلان کیا ہے۔ (۷) چونکہ یہ لیگ سیاسی کاموں میں اصلاح اخلاق کو ضروری قرار دیتی ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہو گا۔ کہ اپنے روزمرہ کے مشغولوں اور کاموں میں اخلاقی اصول کی پابندی کو ضروری قرار دے۔ (۸) چونکہ ہندوستان میں خصوصاً اور کل دنیا میں عموماً قوموں کی منافرت اور اختلاف کا ایک بڑا باعث یہ ہے۔ کہ بعض نادان لوگ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی ہتک کرتے ہیں۔ اس لئے ملک میں صلح اور محبت پیدا کرنے کی غرض سے یہ لیگ اس امر کے خلاف پوری جدوجہد کریگی۔ اور دوسری سیاسی تمدنی اور مذہبی انجمنوں کے ساتھ مل کر اس مرض کو دُور کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرے گی۔

بالاتفاق لیگ قائم کی گئی۔ اور عارضی طور پر اس کے سکرٹری جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ مقرر کئے گئے۔ اور انہیں اس امر کا اختیار دیا گیا۔ کہ وہ دوسری اقوام کے افراد کو بھی اس لیگ میں شرکت کی دعوت دیں۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ شوال ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی جماعتوں کو سیاسی انجمنیں قائم کرنے کی ضرورت

شریعت قانون اخلاق اور دیانت کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں گلے اور سر درد کی وجہ سے اونچی آواز سے نہیں بول سکتا۔ مگر پھر بھی کوشش کروں گا۔ کہ آواز دوستوں تک پہنچ جائے۔ میں آج اس

اعتراض کا جواب

دینا چاہتا ہوں۔ جو کئی لوگ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے خلاف منافرت کا جذبہ آج کل اس شدت سے پھیلایا جا رہا ہے۔ کہ اس کے نتیجہ میں ہندوستان کی مختلف احمدیہ جماعتوں کے لئے امن اور آرام سے رہنا مشکل ہو گیا ہے۔ کہیں ہم لوگوں کا

بائیکاٹ

کیا جا رہا ہے۔ کہیں مارا اور پیٹا جا رہا ہے۔ کہیں گالیاں دی جاتیں اور بدزبانی کی جاتی ہے۔ اور بھی کئی قسم کے دکھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر ہماری طرف سے

سوائے خاموشی کے

اور کچھ جواب نہیں ہے۔ خاموشی سے مراد یہ ہے۔ کہ بے شک وہ سکیم جو میں نے بتائی ہے۔ اس کی طرف جماعت کی توجہ ہے لیکن بعض دوستوں کی رائے ہے۔ کہ سکیم کا

طریق اصلاح

بالکل اور قسم کا ہے۔ اور ہمارے ملک کی حالت اس قسم کی ہے۔ اور اتنی جلدی جلدی بدل رہی ہے۔ کہ جب تک گورنمنٹ کو زور سے توجہ نہ دلائی جائے۔ اور عارضی اصلاح کا انتظام نہ کیا جائے۔ بیرونی جماعتوں کے لئے خصوصاً چھوٹی جماعتوں کے لئے

نہایت خطرناک صورت

کے پیدا ہونیکا امکان ہے۔

جیسا کہ میں نے ایک گذشتہ خطبہ میں بیان کیا تھا میں جماعت کو

قانون کی حدود

سے بھی نیچے رکھتا رہا ہوں۔ جیسا کہ احرار کے جلسہ پر میں نے نصیحت کی تھی۔ کہ خواہ تمہیں، یا تمہارے کسی رشتہ دار کو مار بھی دیا جائے۔ تمہیں ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے۔ حالانکہ

خود حفاظتی

کے لئے ہاتھ اٹھانا قانوناً جائز ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں گھس جائے۔ اور اس کا اسباب باہر پھینکنے لگے۔ اور اسے کہے کہ نکل جاؤ۔ تو قانون گھر والے کو اجازت دیتا ہے کہ اس سے لڑے۔ اور اگر حملہ آور اپنی ضد پر قائم رہنے کی وجہ سے کوئی زیادہ نقصان بھی اٹھائے۔ تو عدالت یہی فیصلہ کرے گی کہ گھر والا حق پر تھا۔ اور حملہ آور ناحق پر۔ تو باوجود اس کے کہ قانون

دفاع کی اجازت

دیتا ہے۔ اس کے علاوہ عقل اور مذہب بھی اس کی اجازت دیتے ہیں۔ مگر میں نے یہی حکم دیا۔ کہ خواہ مارے جاؤ۔ ہاتھ ہرگز نہیں اٹھانا۔ اس سے میرا مقصد یہ بتانا تھا۔ کہ ہماری جماعت انتہا درجہ کی انگیخت کے باوجود جذبات کو دبا سکتی اور دبا لیتی ہے۔ پس اس وقت میں نے جو خواہش اپنی جماعت سے کی تھی۔ وہ

قانون کی پابندی سے بھی زیادہ پابندی

عائد کرتی تھی۔ میں نے دسمبر کے پہلے خطبوں میں سے کسی میں بیان کیا تھا۔ کہ ہماری جماعت

ایک مذہبی جماعت

ہے۔ اور مذہبی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہماری انجمنیں خالص مذہبی کاموں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ اور میری فطرت یہ پسند نہیں کرتی۔ کہ ہم کوئی ایسا کام کریں۔ جو دھوکا بازی ہو۔ یعنی جو انجمنیں مذہبی کاموں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ وہ

سیاسی امور

میں دخل دیں۔ ان انجمنوں میں سرکاری افسر اور معمولی ملازم بھی ہیں۔ ریاستوں کے لوگ بھی ہیں۔ اس لئے کوئی ایسا کام کرنا جسے

اخلاق اور شریعت

ناجائز قرار دے۔ درست نہیں ہو سکتا۔ پس میں جماعت کو ہمیشہ نصیحت کرتا رہا ہوں۔ کہ قانونی حدود کے اندر رہنے کے علاوہ وہ یہ احتیاط بھی کریں۔ کہ سیاسی امور سے بھی علیحدہ رہیں۔ تا

دیانت کا اعلےٰ معیار

پیش کر سکیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ حکومت کے بڑے اور چھوٹے ملازم سب میں سے ایک طبقہ سیاسیات میں دخل دیتا ہے۔ کئی ہندوستانی افسر ہیں۔ جو کانگرسیوں کو بلاتے۔ چندے دیتے۔ اور انہیں حکومت کے خلاف اکساتے ہیں۔ مجھے

ایک کانگرسی لیڈر

نے بتایا۔ کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگرس کو بطور چندہ دیتا ہے۔ تا اس سے ان مسلمان مولویوں کو تنخواہیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے کانگرس نے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا۔ کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بد دیانتیاں کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک جج کا نام لیا۔ اور مجھ سے دریافت کیا۔ کہ یہ تو نہیں ہے۔ اور کہا کہ ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں مگر چونکہ ہمارا طریق جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں۔ اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا۔ مگر جس کا نام انہوں نے لیا۔ وہ نہیں تھا جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا تھا۔ بہرحال اس سے اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ

حکومت کے پاس

بھی یہی شکائتیں پہونچتی رہتی تھیں - اور ایسے افسر ایک سے زیادہ تھے - چونکہ سر جافری نے جس کا نام لیا وہ اور تھا - اور میرے علم میں جو تھا اور تھا - اس لئے ثابت ہوا - کہ ایک سے زیادہ آدمی ایسے تھے - جن کے متعلق اس قسم کے شبہات تھے - کہ وہ تنخواہ کا ایک حصہ اس امر پر خرچ کرتے ہیں - کہ

حکومت کے خلاف شورش

میں اضافہ ہو - تو کرنے کو تو لوگ سب قسم کے کام کر لیتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ طریق جائز ہے - جو شخص حکومت سے تنخواہ وصول کرتا ہے - وہ اگر دل میں اس کے بعض احکام کو برا بھی سمجھے - تو بھی اس کا فرض ہے - کہ جب تک ملازمت کرتا ہے

حکومت کے قوانین کی اطاعت

کرے - اور اس کا خیر خواہ رہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ اپنے اخلاق کو بٹہ لگاتا ہے - اور اگرچہ حکومت اسے نہ بھی پکڑ سکے - اس کے دل میں یہ احساس ضرور رہتا ہے کہ میں مجرم ہوں - اور جب وہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا - تو اسے ماننا پڑے گا - کہ میں مجرم ہوں - اس لئے گو ہماری بہت سی انجمنوں میں سرکاری ملازم نہیں ہیں - اور جماعت میں ہی شاید سرکاری ملازمین کی تعداد ۵ فی صدی ہو - باقی

۹۵ فی صدی احباب جماعت

تاجر پیشہ ور - زمیندار اور صنعت و حرفت سے تعلق رکھنے والے ہیں - اور ان کے لئے قانونی حد تک سیاسیات میں دلچسپی لینا جائز اور درست ہے - پھر ہماری انجمنوں میں سے بہت سی ایسی ہیں - جن میں سرکاری ملازم کوئی نہیں - مگر چونکہ بعض میں ہیں - چاہے ایسی انجمنوں کی تعداد قلیل ہی کیوں نہ ہو - اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا - کہ

سیاسیات سے مشابہ

باتوں کی بھی اجازت جماعت کو دوں - کیونکہ ہمارے اخلاق کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہیئے - بے شک یہ باتیں دھوکا دینے والی قومیں کر لیتی ہیں - مگر ہمیں ان کی نقل نہیں کرنی چاہیئے - اور ایسا

طریق عمل

اختیار کرنا چاہیئے - کہ کوئی ہم پر انگلی نہ اٹھا سکے -

لیکن چونکہ جماعت میں یہ احساس ہے اور صحیح ہے کہ خواہ

ایک شخص کے ہاتھ پر

دس کروڑ انسانوں نے بیعت کر رکھی ہو - پھر بھی اس کی طرف سے جو آواز بلند ہو - اس کے متعلق یہی حکومت سمجھتی ہے - کہ

ایک آواز

ہے - خواہ وہ دس کروڑ انسانوں کی آواز سے زیادہ وقیع ہو - اس لئے جماعت کو

اظہار خیال کا موقعہ

ملنا چاہیئے - اس وجہ سے میں آج اس کا علاج بتانے لگا ہوں - میں نے بھی دیکھا ہے - جب ایک شخص کی طرف سے حکومت کو ایسی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے - جو

ملک کے امن کو برباد کرنیوالی

ہوں - تو حکومت یہی سمجھتی ہے - کہ یہ ایک آدمی کہہ رہا ہے خواہ وہ کتنا با اثر ہو - مگر ہے تو ایک ہی - لیکن اگر وہی بات جماعت کی طرف سے پیش کی جائے - تو چونکہ اس حکومت کی بنیاد ڈیموکریسی پر بتائی جاتی ہے - اور

برطانی حکومت

اس بات پر فخر کرتی ہے - کہ وہ اس آواز کے ماتحت چلتی ہے - جو ملک کی طرف سے پیدا ہو - (اس میں اور دوسری حکومتوں میں یہ فرق ہے کہ دوسری حکومتوں میں رعایا حکومت کے تابع ہوتی ہے - مگر ہماری حکومت رعایا کے تابع ہے) پس یہ حکومت اس وقت توجہ کرتی ہے - جب ملک کی طرف سے کوئی مطالبہ پیش ہو - اگرچہ یہاں ڈیموکریسی پوری طرح قائم نہیں - اور انگلستان میں جو اصول ہیں - وہ یہاں نہیں ہیں مگر ابتدا ہو چکی ہے - اور

مانٹیگو چیمسفورڈ ریفارمز

کے بعد کوشش کی جاتی ہے کہ ہندوستان کی حکومت نیابتی اصول پر قائم کی جائے - اور اب جو نئی سکیم تیار ہوئی ہے اس میں کئی باتیں پہلے سے بھی اچھی ہیں - مگر بعض بری بھی ہیں - مگر اچھی بہت سی ہیں - پس قدرتی طور پر حکومت ہر معاملہ میں یہ دیکھتی ہے کہ

ملک کی رائے

کیا ہے - اور اسی وجہ سے وہ حکام جو ہمارے نظام اور

خلیفہ کے ساتھ جماعت کی فدائیت

کو نہیں سمجھتے - ان پر جماعت کی رائے ہی اثر پیدا کر سکتی ہے پس ان دونوں امور کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو جماعتیں یہ چاہتی ہیں - کہ قانون کی حد میں رہتے ہوئے انہیں حکومت کے سامنے اپنے جذبات کے اظہار کی اجازت ہونی چاہئیے - وہ اپنی الگ انجمنیں بنائیں - جن میں سرکاری ملازم نہ ہوں - جو جماعتیں ایسا کریں گی - انہیں میں اجازت دیدونگا کہ وہ سلسلہ کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے

سیاسیات میں دخل

دے سکتی ہیں - یہ الفاظ میں خوشی سے نہیں کہہ رہا - بلکہ انہیں کہتے ہوئے ایک بوجھ محسوس کرتا ہوں - کیونکہ پورے اکیس سال ہو گئے - جب سے کہ

میں نے "الفضل" جاری کیا

میں برابر روز و شب اسی کوشش میں رہا ہوں - کہ جماعت کو

سیاسیات سے الگ

رکھوں - اور اس اصل کے لئے میں نے اپنوں سے بھی لڑائیاں کیں - حکومت کا کوئی وائسرائے یا گورنر یا کوئی اور ممبر حکومت یہ پیش نہیں کر سکتا - کہ اسے اس وجہ سے مجھ سے زیادہ گالیاں ملی ہوں - کہ وہ لوگوں کو سیاست سے روکتا ہے - کسی ایک افسر کا ہی نام بتایا جائے - کہ اسے اس وجہ سے مجھ سے زیادہ گالیاں ملی ہوں -

۲۱ سال کا عرصہ

کوئی معمولی عرصہ نہیں - جو میں نے اس بات کے لئے خرچ کر دیا - کہ جماعت احمدیہ سیاسیات میں حصہ نہ لے - اور اس قدر لمبے عرصہ تک میں نے ان اصول کے لئے جو انگریز بھی جاری کرنا نہیں چاہتے -

اپنوں اور بیگانوں سے

گالیاں کھائیں - انگریزوں کا اصل یہ ہے - کہ ملک میں ایجی ٹیشن ہونی چاہیئے - میں نے حکام سے کئی دفعہ اس امر پر بحث کی ہے کہ یہ غلط پالیسی ہے - میں نے سر اڈوائر پر اس کے متعلق زور دیا - سر میکلیگن پر زور دیا - اور انہیں سمجھایا کہ جب تک یہ پالیسی ترک نہ کی جائے گی - نہ امن قائم ہو سکتا ہے نہ انصاف -

حکومت کا اصل

یہ ہونا چاہیئے - کہ سچ کیا ہے - اگر کروڑوں آدمی جھوٹی ایجی ٹیشن کرتے ہیں - اور ان کے مقابل پر صرف ایک ہے جو سچا ہے - تو خواہ وہ کنگال ہی کیوں نہ ہو - حکومت کو چاہیئے اس کی بات مانے - جب حکومت کی طرف سے یہ کہا جائے گا - کہ جب تک ایجی ٹیشن نہ ہو - ہم نہیں مانیں گے اس وقت تک لوگ ضرور ایجی ٹیشن کرنے پر مجبور ہونگے - مگر مجھے اس کا جو جواب دیا جاتا رہا - وہ یہی تھا - کہ یہ بات

ڈیموکریسی کے اصول کے منافی

ہے - پس ۲۱ سال کی زبردست جد و جہد کے بعد میں آج یہ بات کہہ رہا ہوں - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں - کہ میں اس اصل کو ترک کرتا ہوں - میرا اصل ہمیشہ یہی رہے گا - کہ سیاسیات سے جہاں تک ہو سکے - جماعت کو الگ رکھوں - اور اگر ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت ہوئی - تو اس کا یہ مطلب ہوگا - کہ ہمیں مجبوراً دخل دینا پڑا - ہماری تعداد نہ سہی دس لاکھ - نہ سہی ۵ لاکھ نہ سہی دو لاکھ -

۵۶ ہزار ہی سہی

مگر کیا ۵۶ ہزار انسانوں کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہوا کرتی۔ ہمارے بھی جذبات اور احساسات ہیں۔ ہماری بھی بیویاں اور بچے ہیں۔ اور آج ان کی جانیں خطرہ میں نظر آتی ہیں۔ ہم نے سالہا سال تک مسلمانوں کی خدمت کی جب ان کے بھائی بند ملکانے آریہ ہونے لگے۔ تو ہم گئے۔ اس زمانہ میں

لاہور میں ڈھنڈورہ

پٹوایا گیا۔ کہ کہاں ہیں احمدی وہ خدمت اسلام کے دعوے کیا کرتے ہیں۔ آخر ہمارے سینکڑوں آدمی وہاں گئے۔ ہم نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا۔ اور ہماری کوششوں سے ہزارہا ملکانے واپس ہوئے۔ مگر اس سب

خدمت کا نتیجہ

کیا ہوا۔ یہ کہ قادیان میں ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں ایک مولوی نے بیان کیا۔ کہ احمدی ہونے سے آریہ ہو جانا ہزار درجہ اچھا ہے۔ اور یہ کہ اس نے ملکانوں کو جا کر بھی یہی کہا تھا کہ

آریہ بے شک ہو جاؤ

مگر احمدی نہ ہونا۔

پھر اس کے بعد ۱۹۲۶ء میں مسلمانوں کی لاہور اور مختلف علاقوں میں جو حالت ہوئی۔ اس وقت کون تھے جو آگے آئے ہم نے ہی اس وقت

مسلمانوں کے لئے روپیہ خرچ کیا۔

تنظیم کی۔ اور اس وقت ہر جگہ یہ چرچا تھا۔ کہ احمدی بڑی خدمت کر رہے ہیں یہاں تک کہ

سر میلکم ہیلی

نے جو اس وقت گورنر تھے۔ مسٹر لنگلے سے جو اس وقت کمشنر تھے۔ مجھے خط لکھوایا۔ کہ آپ تو ہمیشہ حکومت کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ آج کیوں اس ایجی ٹیشن میں حصہ لیتے ہیں۔ اور میں نے انہیں جواب دیا۔ کہ

حکومت کی وفاداری

سے یہ مراد نہیں۔ کہ مسلمانوں کا غدار ہوں۔ اور مسلمانوں کی خدمت سے یہ مراد نہیں۔ کہ حکومت کا غدار ہوں۔ میں تو دونوں کا بھلا چاہتا ہوں مجھے اگر سمجھا دیا جائے۔ کہ مسلمان مظلوم نہیں۔ تو اب اس طریق کو چھوڑنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے تحریراً تو اس کا جواب نہ دیا۔ گر شملہ میں میں گیا۔ تو چیف سکرٹری نے جو غالباً ہمارے موجودہ گورنر تھے۔ مجھے لکھا۔ کہ لاٹ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اور جب میں ان سے ملا۔ تو زبانی گفتگو اس پر خوب تفصیلی کی۔ مگر اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ مسلمانوں میں سے ایک اثر رکھنے والے گروہ نے کہا۔ کہ

احمدیوں کا بائیکاٹ

کرو۔ یہ اصل میں ہمارے دشمن ہیں۔ پھر سیاسی جدوجہد کا زمانہ آیا۔ پہلے نہرو رپورٹ کے وقت اور پھر سائمن کمیشن کے وقت پھر کانگرس کی مخالفتوں کے مواقع پر ہم نے

مسلمانوں کے حقوق

کی حفاظت کی۔ اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا۔ کتابیں لکھیں اور ہر رنگ میں مسلمانوں کی خدمت کی۔ مگر اس کا یہی جواب ملا۔ کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ ان سے ہمارا

سیاسی اتحاد

بھی نہیں ہو سکتا۔ ان کی بیویوں کے نکاح ٹوٹ گئے۔ یہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہیں ہو سکتے۔ اس وقت بھی ڈیرہ دون میں جموں میں اور ابھی کئی مقامات پر یہی سوال شروع ہے غرض یہ انعام تھا۔ جو مسلمانوں نے ہمیں دیا۔ لیکن یاد رہے۔ کہ میں جب

مسلمان کا لفظ

استعمال کرتا ہوں۔ تو میرا ہرگز یہ منشاء نہیں۔ کہ سب مسلمان ایسے ہی ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ان میں ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو یقیناً دلوں میں ہمارے لئے درد رکھتے ہیں اور اس ظلم کی برداشت نہیں کر سکتے۔ جو ہم پر ہو رہا ہے۔ مگر وہ خاموش ہیں۔ کیونکہ ان میں کوئی تنظیم نہیں۔ اگرچہ ان کے

دلوں کا درد

ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اور ہم پر مظالم کو کم نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کے دل کی ہمدردی کی بھی میں قدر کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو نیک بدلہ دے مسلمانوں کی

ملازمتوں میں حق تلفی کا سوال

آیا۔ تو اس وقت بھی ہم نے ان کی حفاظت کی۔ میں خود دو وائسرایوں سے ملا۔ میری ہدایت کے ماتحت دوسرے کارکنان جماعت دوسرے افسروں سے ملے۔ اور مسلمانوں کی مشکلات کو دور کیا۔ اسی سلسلہ میں موجودہ گورنر صاحب بھی جب وہ ہوم سکرٹری تھے۔ درد صاحب ملے۔ اور

ہز ایکسی لنسی لارڈ ولنگڈن

نے خود مجھے مشورہ دیا۔ کہ میں ہوم سکرٹری صاحب سے خود ملوں یا کسی اور آدمی کو بھیجوں۔ اور وعدہ کیا۔ کہ وہ انہیں فون بھی کریں گے۔ چنانچہ درد صاحب ان سے ملے اور مسلمان کلرکوں کو اس ملاقات سے فائدہ بھی پہنچا۔ اور انہوں نے گورنر ہونے سے پہلے ایسے قواعد تجویز کئے۔ جو مسلمانوں کے لئے مفید ہیں۔ مگر اس مدد دینے کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہی کہ آج سرکاری محکموں کے ملازموں میں سے کئی کیا محکمہ پولیس کے اور کیا دفاتر کے اور کیا دوسرے محکموں کے ہمارے خلاف حصہ لیتے ہیں بعض

جھوٹی رپورٹیں

کرتے ہیں۔ اور بعض ہمارے مخالفوں کو چندے دیتے ہیں۔ یہ بدلہ ہے جو مسلمانوں کی خدمت کا ہمیں ملا۔ مجھے یقین ہے کہ کل جب پھر ان پر مصیبت آئے گی۔ تو وہ پھر ہمارے پاس امداد کے لئے آئیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمیں جو وسیع حوصلہ دیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم پھر ان باتوں کو بھول کر ان کی امداد کریں گے۔ لیکن کیا یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ آسمان پر خدا ہے جو ان کے حالات کو دیکھتا ہے ؟

اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ ہے۔ جس طرح میں نے مسلمانوں کے متعلق کہا ہے۔ اسی طرح میرا یقین ہے۔ کہ

انگریز حکام

کا بھی اکثر حصہ اچھا ہے۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جہاں ہندوستانی افسر ہوں۔ وہاں فساد ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں انگریز ہوں۔ وہاں امن رہتا ہے۔ اور جب بھی کہیں فرقہ وار فسادات ہوتے ہیں۔ ہندو مسلم دونوں یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ انگریز افسر بھیجے جائیں۔ پس جو چیز اچھی ہے اسے ہم برا نہیں کہہ سکتے مگر ۱۹۱۳ء سے لے کر آج تک میں نے

زندگی کا ایک اچھا حصہ

اس کوشش میں صرف کر دیا ہے۔ کہ

انگریزوں کی نیک نامی

اور عزت قائم کروں۔ بڑے سے بڑا انگریز افسر جو زندہ موجود ہے اس امر کی شہادت دے سکتا ہے۔ کہ میں نے اور جماعت احمدیہ نے حکومت کی مضبوطی کے لئے

بہترین خدمات

کی ہیں۔ جب کانپور میں مسجد کے متعلق جھگڑا ہوا۔ تو مسلمانوں میں بڑا جوش تھا۔ کہ حکومت مذہب میں مداخلت کرتی ہے۔ اس وقت میری یہی رائے تھی۔ کہ مسجد نہیں گرائی گئی بلکہ غسل خانہ گرایا گیا ہے۔ اور یوں بھی میری یہ رائے ہے۔ کہ مساجد کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بدل دینا سوائے اس کے کہ کوئی مسجد خاص طور پر

مذہبی روایات کی حامل

ہو۔ جیسے بیت اللہ ہے۔ یا سوائے ان مساجد کے جو مسلمانوں کی

تاریخی مساجد

ہیں۔ جنہیں مسلمان بادشاہوں نے اسلام کی عظمت کے نشان کے طور پر تعمیر کرایا۔ باقی عام مساجد کے متعلق میرا یہی خیال ہے۔ کہ تمدنی

کہ تمدنی اور ملکی ضروریات کے لئے گویا اگر وہ رستوں میں روک ہوں۔ تو انہیں دوسری جگہ تبدیل کر دیتے ہیں کوئی حرج نہیں اس رائے کی وجہ سے اپنوں نے اور بیگانوں نے میرا مقابلہ کیا میری انتہا درجہ کی مخالفتیں ہوئیں۔ مجھے

قتل کی دھمکیاں

دی گئیں۔ پھر جرمنی کی جنگ ہوئی۔ اس موقعہ پر ہم نے کئی ہزار والنٹیر زدئے۔ سکولوں کے لڑکوں کی پڑھائیاں چھڑا دیں اور کئی ایسے ہیں۔ جو آج ڈرائیوریاں کرتے پھرتے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ میرے کہنے پر وہ تعلیم ترک کرکے جنگ میں چلے گئے۔ ورنہ آج وہ گریجوایٹ ہوتے۔ فرانس کے میدان مصر کے میدان، شام و فلسطین کے اور عراق کے میدان ایران کے میدان ان

احمدیوں کے خون سے

آج بھی رنگین ہیں۔ جنہوں نے میرے کہنے پر وہاں جاکر جانیں دیدیں۔ ان واقعات کے ذکر پر بعض مسلمانوں کی طرف سے ہم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے انگریزوں کی مدد کی اور ان کے لئے جانیں فدا کیں۔ مگر معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے ہم مذہبوں نے بھی جانیں دیں۔

تین لاکھ کے قریب مسلمان

میدان جنگ میں گئے۔ جن میں سے احمدی صرف تین ہزار تھے۔ مگر انہیں اپنے آدمی بھول گئے ہیں۔ اور صرف ہمارے یاد ہیں۔ حالانکہ ہم تو اسے جائز سمجھتے ہیں۔ کہ جس حکومت کے ساتھ ہمارا تعاون ہو۔ اس کی مدد کی جائے۔ مگر ہم پر اعتراض کرنے والے اسے کفر سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہوں نے لاکھوں آدمی بھیجے۔ پس قابل الزام وہ ہیں۔ نہ کہ ہم۔ پھر

رولٹ ایکٹ کا زمانہ

آیا۔ میں نے اردگرد کے علاقہ کے سکھوں کو جمع کیا۔ تاکہ اس علاقہ کو فساد سے بچا لیں۔ بعض نے میرے بلانے کا یہ مطلب سمجھا۔ کہ شاید میں خود کوئی حکومت قائم کرنے کے خیال میں ہوں۔ اور انہوں نے مجھے کہلا بھیجا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ آپ کا خاندان اس علاقہ کا حکمران تھا۔ اور ہم آپ کے لئے جانیں دینے کو تیار ہیں۔ مگر میں نے دس دس میل کے فاصلہ سے لوگوں کو یہاں جمع کیا۔ اور انہیں سمجھایا کہ

فساد کے طریق سے بچو

میرے اس مشورہ پر بعض لوگوں نے اس قدر بحثیں کیں۔ کہ لڑنے مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ کہ آج ہمارے ملک کے آزاد ہونے کا موقعہ آیا ہے۔ تو تم ہمیں روکتے ہو۔ مگر میں نے منت سے سماجت سے اور مختلف طریقوں سے ان سے اقرار لئے اور انگوٹھے لگوائے۔ کہ ہم امن

قائم رکھیں گے۔ حالانکہ اس علاقہ میں بعض ایسے گاؤں بھی تھے۔ جہاں گورنمنٹ کے خلاف نفرت تھی۔ اور جہاں سے پستول برآمد ہوچکے تھے۔ مگر ان سے بھی میں نے

اطاعت کا عہد

لیا۔ اور حکومت ہند نے ایک خاص کمیونک کے ذریعہ تسلیم کیا۔ کہ جماعت احمدیہ نے فساد کو روکا ہے۔ اور حکومت کی مدد کی ہے۔ ہوشیارپور کے ڈپٹی کمشنر نیز اور بھی کئی مقامات کے حکام نے اقرار کیا۔ کہ احمدیوں کی کوشش سے ان کے علاقے فساد سے بچے رہے ہیں۔

حکومت ہند کا کمیونک

کوئی معمولی بات نہیں۔ سند اور چیز ہے اور کمیونک اور ہے۔ یہ گویا اعلان عام ہے۔

لارڈ چیمسفورڈ

نے میرے نام اپنی چٹھی میں اس کا ذکر کیا۔ کہ حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے۔ کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے۔ پھر

کابل کی لڑائی

ہوئی۔ اور اس موقعہ پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی۔ اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا۔ جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔ جو اتنا اچھا تھا۔ کہ افسروں نے بعد میں ان کو چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اور کوشش کی۔ کہ وہ باقاعدہ تنخواہ دار ملازم ہو جائیں۔ حتیٰ کہ انہیں فارغ کرانے کے لئے مجھے

ایڈجوٹنٹ جنرل

کو چٹھی لکھنی پڑی۔ اور پھر ان کے حکم سے انہیں فارغ کیا گیا۔ اس کے بعد

نان کوآپریشن کی تحریک

کا زمانہ آیا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے ایک کتاب لکھی۔ جو ایسی زبردست دلائل رکھتی تھی۔ کہ حکومت نے اس کی سینکڑوں کاپیاں خرید کر تقسیم کرائیں۔ اور ہزاروں کاپیاں میں نے خود مفت تقسیم کرائیں۔ کئی سکھوں نے لکھا۔ کہ ایسی مدلل اور اعلیٰ کتاب کوئی نہیں لکھی گئی۔ پھر

ہجرت کا زمانہ

آیا۔ یہ مسلمانوں پر جنون کا زمانہ تھا۔ وہ تجارت زمینداره اور دوسرے کاروبار ترک کرکے چلے جارہے تھے۔ میں نے اس وقت مسلمانوں کو سمجھایا۔ اور حکومت کی مدد کی۔ اس کے بعد ہر موقعہ پر جب کانگرس نے شورش کی۔ ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گذشتہ

گاندھی موومنٹ

کے موقعہ پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کرکے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے۔ اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں۔ اعلیٰ مشورے ہم نے دیئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ مگر ان سب خدمات کا کیا نتیجہ نکلا یہی کہ جب وہ لوگ جن سے ہم اس وجہ سے لڑا کرتے تھے۔ کہ وہ حکومت کے خلاف اور اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والی حرکات کرتے ہیں۔ جب ہم پر حملہ آور ہوئے۔ تو ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ کہ

حکومت کیا کر رہی ہے

ممکن ہے۔ حکومت کی طرف سے کچھ کارروائی ہو رہی ہو۔ مگر مجھے معلوم نہیں اور اس لئے ان حالات میں میں مجبور ہوں۔ کہ جماعت کو اجازت دیدوں۔ جس حد تک شریعت اجازت دیتی ہے، وہ سیاسیات میں دخل دے سکتی ہے۔ اور حکومت تک اپنی شکایات پہنچا سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے بولنے والے لوگ ہمیں دھتکارتے ہیں۔ اگر حکومت کے افسر ہماری طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ تو ہم مجبور ہیں۔ کہ کسی اور کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ اور اس پر نہ مسلمانوں کو اور نہ حکومت کو شکوہ کرنے کا کوئی حق ہے۔ اگر

کانگرس ہم سے سمجھوتہ کرے

کہ نان کوآپریشن اور بائیکاٹ وغیرہ امور جنہیں تم ناجائز سمجھتے ہو۔ انہیں چھوڑ کر باقی جائز امور میں تعاون کرو۔ اور ہم اس بات کو منظور کرلیں۔ تو حکومت کو کیا شکوہ ہوسکتا ہے ہم ۵۶ ہزار جانوں کو کس طرح خطرہ میں ڈال سکتے ہیں بے شک ہمارا توکل اللہ تعالیٰ پر ہے۔ لیکن پھر بھی

ظاہری سامانوں کی ضرورت

بھی وہی بتاتا ہے۔ پس چونکہ ڈیموکریٹک طرز حکومت میں کسی نہ کسی کے ساتھ ضرور مل کر رہنا پڑتا ہے۔ اکیلی جماعتیں نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے ہمیں حکومت کے ساتھ، مسلمانوں کے ساتھ، کانگرس کے ساتھ۔ غرضیکہ کسی نہ کسی سے ضرور ملنا پڑے گا۔ اور جو بھی ہماری طرف

صلح کا ہاتھ

بڑھائے گا۔ ہم اس سے ملیں گے۔ اور اس کے لئے ہر جگہ ہاتھ ماریں گے۔ اور جو بھی ہمیں عزت کے مقام پر رکھ کر اور ہمارے اصول کی قربانی کا مطالبہ کئے بغیر ہم سے صلح کرنا چاہے گا۔ اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

اپنے اصول کی قربانی

کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ خواہ ہمیں کتنے خطرناک حالات کیوں نہ پیش آ جائیں۔ اگر مسلمان ہمارے ساتھ صلح کے لئے یہ شرط پیش کریں۔ کہ ہندوؤں کے گلے کاٹو۔ تو چونکہ ہم اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ خواہ ہندو ہمیں نقصان ہی کیوں نہ پہنچاتے ہوں۔ ہم حکومت کے ساتھ آج تک تعاون کرتے رہے ہیں۔ مگر کوئی نہیں ثابت کرسکتا۔ کہ ہم نے کسی کے خلاف جاسوسیاں کی ہوں یا کبھی

ناجائز فائدہ

اٹھایا ہو۔ یا کبھی ذاتی مفاد کے لئے ہم نے مسلم حقوق کو نظر انداز کیا ہو۔ آج حکومت کے کئی افسر ہمارے مخالف ہیں اگر ہم نے کبھی ایسا کیا ہے۔ تو انہیں چاہیئے کہ ظاہر کریں۔ کوئی یہ ثابت کرکے دکھائے۔ کہ ہم نے کبھی حکومت سے اپنے لئے وہ چیز مانگی ہو۔ جو باقی مسلمانوں کے لئے نہیں مانگی۔

پھر ہم نے مسلمانوں سے تعاون کیا ہے۔ اور آج مسلمانوں کا ایک حصہ بھی ہمارے مخالف ہے۔ ان میں سے ہی کوئی یہ ثابت کردے۔ کہ حکومت کے خلاف کبھی کوئی سازباز کی ہو۔ جب ہم حکومت سے ملے ہیں۔ تو مسلمانوں کو نیچے کی کوشش نہیں کی۔ اور جب مسلمانوں سے ملے ہیں۔ حکومت کے مفاد کو نہیں بیچا۔ ہم ہر حال میں اپنے اصول کے پابند رہے ہیں۔ اور رہیں گے۔ چاہے ہماری جانیں۔ ہماری عزتیں ہمارے مال۔ سب کچھ خطرہ میں کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس کے نیچے نیچے

فتنہ وفساد کئے بغیر

انصاف کو قائم رکھتے ہوئے۔ اور محبت کے جذبات کو کچلے بغیر اپنی حفاظت کے لئے اگر اب ہمیں سیاسیات میں دخل دینا پڑے۔ تو اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی جسے یہ بات ناپسند ہو۔ مگر میں

اپنی جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ ہر کام جائز حد تک کرو۔ سرکاری ملازموں کو سیاسی معاملات میں دخل دینے کی ہرگز اجازت نہیں۔ اگر کسی کو پتہ نہ بھی لگ سکے۔ تو بھی خدا تعالیٰ ضرور دیکھتا ہے۔ اور جو سرکاری ملازم ایسا کرے گا۔ وہ مجرم ہوگا۔ ہمیں اسکی امداد کی ضرورت نہیں۔ اس کی اصل ذمہ داری خدمت دین ہے۔ اسے چاہیئے کہ اسے ادا کرے۔

اس کے علاوہ میں انجمنوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ واقعہ میں بے چین ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے وہ علیحدہ انجمنیں بنائیں۔ تا کوئی بددیانتی نہ ہو۔ اور جب وہ بنالیں گی تو پھر اس سوال پر میں غور کروں گا۔ کہ انہیں کس حد تک سیاسیات میں دخل دینے کی اجازت دی جاسکتی ہے میں نے بتایا ہے۔ کہ وہ جذبہ جس کے ماتحت میں ۲۱ سال تک کام کرتا رہا ہوں۔ یہ الفاظ کہنے سے اب بھی مجھے روک رہا ہے۔ اور اب بھی میں یہ کہتے ہوئے درد محسوس کرتا ہوں کہ الگ انجمنیں بناؤ۔ میرے یہ کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں اپنے

گزشتہ کئے پر پشیمان

ہوں۔ اب بھی مجھے یقین ہے۔ کہ دنیا کے امن کی بنیاد برٹش ایمپائر پر ہے۔ مذہبی طور پر بھی جیسا کہ پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اور عقلی طور پر بھی میری یہی رائے ہے اور حکومت کے کسی بگاڑ کو میں ہمیشہ عارضی یقین کرتا ہوں۔

برٹش ایمپائر

بہت وسیع ہے۔ اور بعض حکام کی زیادتیوں کی وجہ سے سارے ایمپائر کی خرابی ثابت نہیں ہوسکتی۔ پھر سارے ہندوستان کے افسروں کا کیا قصور ہے۔ پھر پنجاب کے بھی سارے صوبہ کے متعلق ہمیں ایسا کوئی تجربہ نہیں ہوا

صرف ضلع گورداسپور

یا بعض اور مقامات کے افسر زیادتی کر رہے ہیں۔ باقی اضلاع کے حکام کی جماعتیں تعریف ہی کرتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنے کا کسی کو حق نہیں۔ کہ سارے کے سارے بگڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں اپنے گزشتہ کئے پر پشیمان نہیں ہوں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ

انگریز قوم میں خوبیاں

ہیں۔ اور اچھے افسر اُن افسروں کو جن میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ خود ہی دبا دیں گے۔ اور اس وجہ سے میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔ کہ جس سے حکومت کے ساتھ ہمارے تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائیں۔ کانگرس اگر نان کوآپریشن چھوڑ دے۔ تب بھی حکومت کے ساتھ اس کی لڑائی اس حد تک پہونچ چکی ہے۔ کہ وہ مل نہیں سکتے۔ لیکن میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ کوئی ایسی بات ہو۔ کہ

حکومت کے ساتھ ہمارے تعلقات

منقطع ہو جائیں۔ ہماری طرف سے یہ احتیاط ہمیشہ رہے گی۔ ہاں اسکی طرف سے اگر انقطاع ہو۔ تو اس کی مرضی۔ اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ بھی میں قطع تعلق کو پسند نہیں کرتا سیاسی طور پر ہم ان کو اپنا شریک سمجھنے کی کوشش کرتے رہیں گے میں افراد کی شرارتوں کو

ساری مسلمان قوم

سے منسوب نہیں کرسکتا۔ ان میں بہت اچھے آدمی ہیں چند ہی ہنستے ہوئے

ایک آنریری مجسٹریٹ

کی چٹھی مجھے ملی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ میں نے اخبار "زمیندار" کے بعض مضامین پڑھے۔ تو مجھے خیال آیا۔ کہ آپ کے سلسلہ کی کتب بھی پڑھنی چاہئیں۔ چنانچہ میں نے پڑھیں تو مجھ پر یہ اثر ہوا۔ کہ آج اگر اسلام کی خدمت کرنے والی کوئی جماعت ہے۔ تو وہ آپ کی جماعت ہی ہے۔ اس لئے میں نے اپنے منشی کو ہدایت کردی ہے۔ کہ وہ پانچ روپیہ ماہوار چندہ آپ کو بھیجا کرے۔ تو دیکھو۔ پڑھا اخبار "زمیندار" مگر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہماری مالی مدد شروع کردی۔ حالانکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں۔ پس

لاکھوں مسلمان

ہیں۔ جو اس شرارت کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور ہم یہ بے ایمانی کس طرح کرسکتے ہیں۔ کہ شریف لوگوں کو بھی ان شریروں کی وجہ سے جو اپنی ذات میں گندے ہیں۔ برا کہنے لگ جائیں۔ اس لئے ہماری کوشش رہے گی۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ رہیں۔ اور ان کی جو خدمت ہم سے ہوسکے۔ کریں۔ لیکن اگر مسلمان خود ایسے لوگوں کے اثر کے نیچے آجائیں۔ تو یہ اُن کی مرضی ہے

ناک رگڑ کر

ہم نہ حکومت سے صلح کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ مسلمانوں سے ہاں ہمیں عزت کے مقام پر رکھ کر جو بھی ہمارے ساتھ ملے گا۔ اس کی مصیبت کے وقت ہم سب سے آگے ہو کر لڑیں گے۔ مگر جس سے بھی دوستی رکھیں گے۔ اپنی عزت قائم رکھتے ہوئے رکھیں گے۔

مومن ذلیل نہیں ہوتا

اگر حکومت ہم سے دوستی نہ رکھنا چاہے گی۔ تو پھر بھی ہم قانون کی پوری پوری پابندی کریں گے۔ اور آرام سے گھر میں بیٹھے رہیں گے ہمیں اس سے ملنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن حکومت کے متعلق میرا گزشتہ تجربہ یہی بتاتا ہے۔ کہ ایسے جھگڑے عارضی ہوا کرتے ہیں۔ اور آخر کار وہ ٹھیک ہو ہی جایا کرتی ہے۔ پہلے بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے۔

حکومت کے ایک سکرٹری

ہیں۔ ایک دفعہ ان سے سخت لڑائی ہوئی۔ مگر وہ پہلے بھی ہمارے دوست تھے۔ اور آج بھی گہرے دوست ہیں۔ اور اس شورش میں ہمارے ساتھ پوری ہمدردی رکھتے ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی

عارضی چیز

ہے اور اس لئے کوئی ایسی بات پسند نہیں کرتا۔ جو اسے مستقل بنادے اور اسی وجہ سے میں اب تک اس بات سے رکتا رہا ہوں اور اب بھی

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ سیاسی امور میں دخل دیتے ہوئے پہلے دیانت کو مدنظر رکھیں۔ دوسرے اس امر کو کہ کوئی ایسی بات نہ کی جائے۔ جو حکومت کے اور ہمارے یا ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی ایسی

خلیج منافرت

پیدا کر دے۔ جو بھری نہ جا سکے۔

پس وہ جماعتیں جو قانون کی حدود کے اندر سیاست میں حصہ لینا چاہتی ہیں۔ وہ الگ انجمنیں بنائیں۔ یہ دیانت کا تقاضا ہے۔ کیونکہ ہماری موجودہ انجمنیں خالص مذہبی ہیں اور دوسری بات یہ یاد رکھیں۔ کہ سیاسی امور جوش پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی بھی

جوش کے ماتحت

وہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔ جسے دوسرے وقت میں جائز نہ سمجھتے ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس قدر لمبی ٹریننگ اور وعظ و نصیحت کے بعد وہ ضرور ایسے رنگ میں کام کریں کہ مسلمانوں کے ساتھ یا انگریزوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے کوئی تصادم نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ شریعت قانون اخلاق اور دیانت کے خلاف کوئی بات نہ کی جائے۔ باقی میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ کہ حقوق ہمیشہ قانون کو توڑنے سے ہی مل سکتے ہیں۔ میں نے

کشمیر کا کام

کیا ہے۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ بات غلط ہے۔ کشمیر کے لیڈر میرے پاس آتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہماری سمجھ میں ہی یہ بات نہیں آتی۔ کہ قانون توڑے بغیر کس طرح ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مگر میں نے انہیں ہمیشہ یہی کہا۔ کہ

قانون کے اندر رہتے ہوئے

میں انشاء اللہ آپ لوگوں کو حقوق دلوا دوں گا۔ پس اس بارہ میں میں تجربہ کار ہوں۔ میں نے جس وقت تک کشمیر کا کام کیا ہے۔ اس وقت تک کے نتائج ظاہر ہیں۔ اور جس وقت سے میں علیحدہ ہوا ہوں۔ اور کام دوسروں کے ہاتھ میں گیا۔ اس وقت کا کام بھی سب کے سامنے ہے میں نے سارے ریکارڈ خود جا کر ان لوگوں کو دیدئے۔ حالانکہ مسلمان انجمنوں کا گذشتہ تجربہ بتاتا ہے۔ کہ جن حالات میں ہم الگ ہوئے تھے۔ اس قسم کے حالات میں کوئی سکرٹری یا پریذیڈنٹ ریکارڈ نہیں دیا کرتا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ ایک پیسہ کے متعلق بھی

کوئی اعتراض

وہ ہم پر نہیں کر سکتے۔ وہ شدید مخالفین جو آج ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض تحریک کشمیر میں میرے ساتھ کام کر چکے ہیں۔ مگر کسی کو جرأت نہیں۔ کہ میرے کام کے متعلق ایک لفظ بھی کہہ سکیں۔ یا مجھ پر کوئی اعتراض کر سکیں۔

غرضیکہ کشمیر میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قانون شکنی کئے بغیر کامیابی عطا کی۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ

حکومت کشمیر

کی طرف سے ایک دفعہ حکومت پنجاب سے میرے متعلق شکایت کی گئی۔ کہ میں یہاں شورش کراتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے اس کا ثبوت مانگا۔ تو کشمیر سے ایک خاص افسر کاغذات لے کر آیا۔ اور بعض خطوط پیش کئے۔ ان میں سے صرف ایک خط میرا تھا۔ مگر اس میں یہ لکھا تھا۔ کہ آپ لوگ شورش سے بچتے رہیں۔ اس پر وہ نادم ہو گیا۔ اور کوئی

بڑے سے بڑا مخالف

بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے قانون شکنی کی انہیں تعلیم دی ہو۔ میرا یقین ہے۔ کہ اس کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ قانون شکنی کی طرف ہمیشہ کم ہمت لوگ مائل ہوا کرتے ہیں۔ مگر ہم اپنے اندر

صبر اور جرأت کی طاقت

رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو۔ کہ قانون جب ایک دفعہ ٹوٹا تو پھر اسے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ میں قانون شکنی سے انگریزوں کی خاطر نہیں روکتا بلکہ اپنے فائدہ کے لئے اس سے منع کرتا ہوں۔ تا ہمارے اخلاق نہ بگڑ جائیں۔ بلکہ اگر انگریز اس کی اجازت دے دیں۔ تو بھی ہم ایسا نہیں کریں گے۔ جب یہ عادت پیدا ہو جائے۔ تو خواہ کوئی حکومت ہو۔ یہ قائم رہے گی۔ اور اگر انگریز چلے جائیں تو بھی کوئی حکومت نہیں چل سکے گی۔ اور میں نے جہاں تک غور کیا ہے۔

قانون شکنی کے بغیر

بھی سب کام ہو سکتے ہیں۔ حکومت کی بنیاد ڈیوکریسی پر ہے اس لئے اگر اس کی غلطیاں واضح کی جائیں۔ انہیں دنیا کے سامنے پھیلایا جائے۔ اور اپنی مشکلات بیان کی جائیں۔ تو یہ بات بغیر اثر کئے نہیں رہ سکتی۔ یاد رکھو۔

نیکی اور سچائی

کی ہمیشہ فتح ہوا کرتی ہے۔ اگر حکومت بار بار کے مطالبات پر بھی توجہ نہ کرے۔ تو اس کی غلطیوں کو کھولو۔ حکام کی زیادتیاں

حکومت پنجاب

تک پہنچاؤ۔ اگر وہ بھی نہ سنے تو حکومت ہند تک پہنچاؤ۔ اگر وہ بھی توجہ نہ کرے۔ تو حکومت برطانیہ تک پہنچاؤ۔ وہ بھی نہ سنے تو پھر برطانی پبلک کو سناؤ۔ اور تم دیکھو گے۔ کہ تھوڑے عرصہ میں ہی تمہیں ایسی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ کہ

شرفاء کا طبقہ

تمہاری تائید کرے گا۔ کسی قوم میں بھی سارے کے سارے لوگ برے نہیں ہوتے۔ اور میری رائے تو یہ ہے۔ کہ

احرار میں بھی سارے برے نہیں

ہیں۔ پرسوں ہی ایک دوست کا خط آیا۔ جو میں نے آج ہی پڑھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک احراری مجھ سے ملنے آیا۔ وہ اعتراض کرتا تھا۔ مگر جب اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا جاتا۔ تو منہ چھوڑ دیتا۔ یہ ایک خاص پولٹیکل خیالات کی جماعت ہے۔ مگر ان میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ کہ اگر ان پر حقیقت واضح ہو جائے۔ تو مان لیتے ہیں۔ تو پھر انگریزوں میں تو اچھے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ انگریز قوم ان قوموں میں سے ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے

قیام امن کے لئے

چنا ہے۔ اس لئے ان میں یقیناً اچھوں کی زیادتی ہے۔ اور جب پروپیگنڈا کیا جائے گا۔ تو اچھے لوگ کھڑے ہو جائینگے اور کہہ دیں گے۔ کہ ان زیادتیوں کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اور بھی

بیسیوں طریق

ہیں۔ جن سے شرفاء متاثر ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ احمدیہ کو اس لئے قائم کیا ہے۔ کہ تا حق و صداقت کو قائم کرے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اس نے ہمیں

ہتھیاروں سے محروم

ہی رکھا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کبھی ایسا نہیں کیا کرتا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

وہ اگر کہتا ہے۔ کہ بغاوت اور قانون شکنی نہ کرو۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس نے حفاظت کے اور ہتھیار رکھے ہوں ورنہ اس پر الزام آتا ہے۔ کہ اس نے ہمیں فتح کے سامانوں سے محروم کر دیا۔ جن باتوں سے وہ منع کرتا ہے۔ یقین جانو۔ کہ وہ

فتح کے سامان

نہیں ہیں۔

پس اپنے اندر نیکی تقوےٰ طہارت پیدا کرو۔ دیانت کو مدنظر رکھو۔

قانون کی پابندی کرو

سلسلہ کی روایات کو برقرار رکھو۔ اور ان دو باتوں کو بھی پیشِ نظر رکھو۔

اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار۔ کاخر کنند دعوئ حُبِّ پیمبرم

آپ کے دل کو مخاطب کر کے اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والے خواہ کتنے ہی دشمن کیوں نہ ہوجائیں۔ پھر بھی ان کا لحاظ کرنا۔ کیونکہ آخر وُہ میرے پیمبر کی محبت کا دعوے کرتے ہیں ؛

دوم یہ کہ حکومت برطانیہ کے جاہ و جلال کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض پیشگوئیاں ہیں۔ آپ کے یہ الہامات ہمارے لئے ہدایت ہیں۔ پس اپنے کاموں میں انہیں مدنظر رکھو۔ ہاں فتح حاصل کرنے کے لئے ہر قربانی اور جد وجہد کرو، مرف اس بات کا خیال رکھو۔ کہ

مسلمانوں سے یا حکومت سے

ایسا بگاڑ نہ ہوجائے۔ کہ بعد میں اسے دُور کرنا مشکل ہو۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر آپ لوگ اس طرح کام کریں گے۔ تو اچھے آدمی آگے آئیں گے۔ ان کی نیکی پھر اُبھرے گی۔ جو بُروں کی بُرائیوں کو دھو دے گی۔ میں اس بات سے آج تک اس لئے روکتا رہا ہوں۔ کہ مجھے ڈر تھا۔ بے احتیاطی نہ ہوجائے اور اب کہ اس کی اجازت دے رہا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ

احتیاط سے کام کرو

ان نصیحتوں کے ساتھ اور ان ہدایات کے ماتحت میں جماعتوں کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ جو جماعتیں سمجھتی ہیں۔ کہ ان کے حالات اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ کہ وُہ اپنے دردِ دل کو حکومت پر ظاہر کریں۔ وُہ

الگ انجمنیں بنالیں

اور پھر بعد میں مَیں ان کو بتاؤں گا۔ کہ وُہ کن شرائط۔ اور اقراروں کے ماتحت اپنے معاملات کو حکومت پنجاب، حکومت ہند۔ حکومت برطانیہ اور پبلک کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور جو

جائز ذرائع

خدا نے مقرر کئے ہیں۔ ان کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ہماری جماعت کا محافظ ہو۔ اور اسے

اپنے مخالفوں پر فتح

دے۔ اور ہر غلط قدم سے اس کی حفاظت کرے۔

اے خدا

تو ایسا ہی کر ؛

احراریوں کا نہایت ہی گندہ اور اشتعال انگیز ٹریکٹ

جو جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں فتنہ انگیزی کیلئے بکثرت شائع کیا گیا

ذیل میں احراریوں کا وُہ ٹریکٹ لفظ بلفظ نقل کیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے ایام میں جبکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے ہزارہا۔ اور بیرون ہند کے احمدی اپنے مقدس مرکز میں جمع ہُوئے تھے محض ان کی دل آزاری اور فتنہ انگیزی کے لئے شائع کیا۔ اور جس کی طرف اس وقت تک ذمہ وار حکام کو اخبارات اور تقریروں اور دُوسرے ذرائع سے کئی بار توجہ دلائی جاچکی ہے۔ مگر انہوں نے ابھی تک اس کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی۔

اس نہایت ہی گندے اور ناپاک ٹریکٹ کا ایک ایک لفظ اس قدر دل آزار اور اتنا تکلیف دہ ہے۔ کہ کوئی احمدی ایک لمحہ کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ اور اگر احمدی پُرامن رہنے کے متعلق سلسلہ کی روایات اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کی ہدایات کے نہایت شدت کے ساتھ پابند نہ ہوتے۔ تو وُہ جیتے جی اپنے مطاع۔ اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰی کی ایسی رُوح فرسا اور خُون کے آنسُو رلانے والی ہتک ہرگز نہ ہونے دیتے ؛

اب ہم یہ نہایت ہی دل آزار اور اشتعال انگیز ٹریکٹ بلفظہٖ اعلٰے حکام کی خدمت میں اس لئے پیش کرتے ہیں کہ وُہ اندازہ لگائیں۔ فطرت انسانی کو اس سے زیادہ مشتعل کرنے والی کوئی بد زبانی۔ اور بد گوئی ہوسکتی ہے۔ اور کیا یہ صریح ظلم نہیں ہے جو احراریوں کی طرف سے احمدیوں پر کیا جارہا ہے۔ اور جس کا برداشت کرنا اب محال ہے۔ نیز ہم شریف پبلک کو بھی بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ احراریوں کے اس ایک ہی ٹریکٹ سے اندازہ لگائے۔ کہ انہوں نے شرارت اور فتنہ اندازی کو کس طرح انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور ان کا طریق عمل شرافت اور انسانیت سے کس قدر دُور ہے۔ ٹریکٹ حسب ذیل ہے :۔

صفحہ اوّل

دو (میرے پیارے ناظر مجھے پڑھ کر پھینک نہ دینا۔ بلکہ اپنے کسی بہترین دوست کے حوالے کر دینا)

ناظرین غور سے استفسار کا جواب دیں

۷۸۶

کیا میرزائے قادیانی عورت تھی؟ یا مرد

(مرتبہ جناب مولٰنا مولوی عنایت اللہ صاحب چشتی ناظم جامعہ محمودیہ قادیان)

نبوت کمالاتِ انسانی کا آخری مرتبہ ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبے اور درجے ہیں۔ جب تک انہیں حاصل نہ کیا جائے۔ نبوت کا حصول محال اور ناممکن ہے۔ مثلاً مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے۔ کہ مرد ہو۔ عورت نہ ہو۔ مسلمان ہو۔ صالح۔ صاحب مکالمہ و مخاطبہ ہو۔ اور اس کے الہام قطعی سچے ہوں۔ جھوٹے نہ ہوں۔ چونکہ میرزائے قادیانی مدعی نبوت ہے۔ اس لئے ہر صاحب عقل۔ طالب صدق و صفا کو حق ہونا چاہیئے۔ کہ مراتب مذکورہ کے متعلق جو نبوت کے لئے بمنزلہ سیڑھی کے ہیں۔ دل کھول کر بلا حجاب گفتگو کرسکتے لیکن مرزا صاحب اور اس کے مخلص مریدوں کی کتابوں کے مطالعہ کرنے والا تو پہلے مرتبہ (یعنی یہ کہ مرزا مرد تھا یا عورت) میں ایسا سرگردان ہوگا۔ کہ اس کے لئے کوئی یقینی فیصلہ کرنا سعی لاحاصل ہوگا۔ بلکہ اہلِ انصاف کو تو مجبوراً عورت ہی کہنا پڑے گا۔ میں چند عبارتیں بمعہ حوالجات صفحہ و سطر ہدیہ ناظرین کرکے مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ امکانِ نبوت پر گفتگو کرنا لفظ نبی کی توہین ہے۔ کہ آپ ہمیشہ کے لئے موضوع گفتگو یہ یاد رکھیں۔ کہ مرزا مرد تھا۔ یا عورت۔ جب یہ مرحلہ طے ہوجائے۔ تو مسلمان تھا۔ یا کافر۔ علٰے ہذا القیاس بتدریج نبوت تک پہنچیں۔ مرزا کی کتابوں میں اس قدر مواد موجود ہے۔ کہ اس کے حواری خدا کے فضل سے پہلی مرتبہ میں ہی فیل ہوجائیں گے ؛

نوٹ:۔ جو اصحاب ان عبارتوں کا جواب دینا چاہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کی نظیر کسی نبی کے کلام میں دکھائیں۔ غیر نبی کا کلام ہرگز قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی بسبب وسیع ظرف ہونے کے اپنے ہر کلام کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ غیر نبی خواہ کتنا بڑا ہو بسبب تنگی ظرف کے غیر ذمہ وار کلموں کا صدور اس سے ممکن ہے۔

(بار دوم تعداد ۵ ہزار) ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۴ء

صفحہ ۲ مندرجہ ذیل امور مرزا کی کلام سے ثابت ہوتے ہیں :-

(۱) پردے میں نشوونما پانا (۲) حیض کا آنا۔ (۳) اس سے خدا کا بدفعلی کرنا[1]۔ (۴) مرزا کا حاملہ ہونا (۵) دردزہ سے تکلیف پانا۔ جو سراسر عورت کے خواص ہیں۔

(۱) پردے میں نشوونما پانا۔ کشتی نوح صہ۴۶ سطر ۱ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان۔ دو برس تک میں نے صفت مریمیت میں پرورش پائی۔ اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔

(۲) حیض آنا۔ اربعین نمبر ۴ صہ۱۹ حقیقۃ الوحی صہ۱۴۳ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے۔ کہ تیرا حیض دیکھے۔ یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالےٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہوگیا (وہ کا لفظ حیض ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ جو بعد میں بچہ ہوگیا۔ سوال وجواب کی بے ربطی دیکھو۔ سبحان اللہ واہ نبی صاحب۔ مؤلف)

(۳) خدا کا مرزا صاحب سے بدفعلی کرنا۔ قاضی یار محمد بی۔ او۔ ایل پلیڈر جو مرزا صاحب کے خاص مرید ہیں۔ اور بعد میں ہجرت کرکے قادیان چلے گئے تھے۔ اصل وطن نور پور۔ ضلع کانگڑہ۔ اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھتے ہیں۔

کہ آپ پر (مرزا صاحب) اس طرح حالت طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔" سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے"

قاضی صاحب کے بیان کی تائیدات خود مرزا صاحب کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں۔ اختصاراً صرف دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔ مثلاً براہین احمدیہ حصہ پنجم صہ۶۳ سطر ۱۲ **صفحہ ۳** مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے۔ جو قابل بیان نہیں۔ (افسوس قاضی صاحب نے بیان کر دیا۔ مؤلف) براہین حصہ پنجم صہ۶۱۔ شانک عجیب۔ اے مرزا تیرے حسن کی شان ہی عجیب ہے۔ انجام آتھم صہ۵۵ انت من مائنا اے مرزا تو میرے پانی سے ہے۔ (یعنی مجھے میرا مخصوص پانی سیراب کرتا ہے۔ مؤلف) یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک۔ عرش سے خدا تیرے محاسن بیان کرتا ہوا تیری طرف آرہا ہے کان للناس عجباً اس تعلق کو لوگ عجب سمجھتے ہیں۔ قل ھو اللہ عجیب۔ تو کہہ کہ میرا خدا ہے ہی عجیب۔ یمکثلک در لا یضاع۔ تیرے جیسے موتی نہیں ضائع کئے جاتے۔ انت مرادی۔ میری تیرے سوا مراد ہی نہیں۔ صہ۵۹ کتاب مذکور۔ سرک سری۔ تیرا بھید میرا بھید ہی ایک ہے۔ طوالت اجازت نہیں دیتی۔ ورنہ ہزاروں اس قسم کی عبارتیں ہیں۔ جو قاضی صاحب کی تائید کرتی ہیں (مؤلف)

مرزا صاحب کا خدا۔ مضمون بالا سے ناظرین کو ایک گونہ تشویش ہوگی۔ کہ خدا بھی ایسے کام کرتا ہے۔ اس تشویش کو دور کرنے کے لئے یہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔ کہ مرزا کا خدا کون تھا۔ بلاشبہ رب العالمین کی نسبت ایک لمحے کے لئے ایسا تصور کرنا انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ اور یونہی ہونا چاہیئے۔ حقیقۃ الوحی صہ۱۰۳ البشریٰ جلد دوم صہ۷۹ انی مع الرسول اجیب۔ اخطی واصیب (خطا بھی کرتا ہے اور کبھی خطا سے بچ بھی جاتا ہے۔ البشریٰ جلد دوم صہ۷۹ اصلی واصوم۔ اسھر وانام۔ نماز پڑھوں گا روزہ رکھوں گا۔ جاگونگا سوؤں گا۔ ان دو عبارتوں سے مندرجہ ذیل اوصاف مستنبط ہوتے ہیں۔ خطا کرنا۔ کبھی بچ جانا۔ نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ جاگنا۔ سونا جو سراسر انسان کے خواص ہیں۔ اور انسان تو رات دن ایسے کام کرتے ہی ہیں۔ **مرزا صاحب سے کسی نے کرلیا۔ اور فرط محبت میں اگر مرزا صاحب نے اسے خدا سمجھ لیا کہہ دیا۔** تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مرزا صاحب کا ایک عجیب پر راز و نیاز الہام جس کے صحیح معنی آج تک کسی نے نہیں کئے۔ خدا نے اپنے فضل وکرم سے مجھ پر منکشف کئے ہیں۔ لیکن تہذیب تفصیل کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ اسے معرض صحافت پر لایا جائے۔ الہام یہ ہے۔ ربنا عاج۔ شائقین حضرات زبانی دریافت کرسکتے ہیں (مؤلف)

صفحہ ۴ (۴) مرزا کا حاملہ ہونا۔ حقیقۃ الوحی کا حاشیہ صہ۳۳۱ پھر وہ مریم (یعنی مرزا صاحب) عیسےٰ سے حاملہ ہوگئی۔ کشتی نوح صہ۴۷ مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں الخ

(۵) دردزہ سے تکلیف پانا۔ کشتی نوح صہ۴۷ پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردزہ تنے کھجور کی طرف لے گئی۔

ضروری عرضداشت۔ مذکورہ حوالہ جات کو دیکھ کر ایک منصف تو مجبوراً فیصلہ کرے گا۔ کہ **مرزا ایک فاحشہ عورت** تھی۔ کیونکہ ان حوالجات کا انکار کرنا ممکن ہی نہیں۔ اور میں چیلنج دیتا ہوں۔ کہ غلط ثابت کرنے والے کو مبلغ دس روپیہ فی حوالہ انعام دیا جائے گا۔ لیکن جس نے خود مرزا سے آنجہانی کو دیکھا۔ یا جو فوٹو حقیقۃ الوحی میں دیا گیا ہے۔ اس کی نظر سے گزرا۔ تو وہ بھی یقیناً کہے گا۔ کہ مرزا عورت نہیں۔ بلکہ ایک خاصہ بھلا وہٹا کٹا مرد تھا۔ اور جس کے سامنے دونوں پہلو موجود (یعنی حوالجات مذکورہ اور فوٹو) تو وہ عجیب کشمکش میں پڑ جائیگا اور اسے ضرور ایک درمیانی راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ جو مرزا محمود کے متعلق اخبار مباہلہ اور رسالہ تائید الاسلام اچھرہ میں چھپ چکا ہے۔ اور آج تک کسی قادیانی کو تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔ جو بمنزلہ تصدیق سمجھی جاتی ہے۔ اور بعید نہیں۔ کہ مرزا محمود کو یہ صفت وراثت میں ملی ہو۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ یہ سلسلہ بہت دور تک چلا جائے۔ کیونکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو بڑے شدومد سے فارسی النسل ثابت کرتے ہیں۔ اور یہی لوگ اولین سابقین سے ہیں۔ جنہوں نے لڑکوں سے تعشق ظاہر کیا۔ اور عشقیہ اشعار کو لڑکوں پر چسپاں کیا۔ تاریخ دانوں پر پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ ایک متنبی گزرا ہے۔ جس کا نام ابن ابی زکریا الطامی تھا۔ اس نے اپنی خود ساختہ شریعت میں لونڈے بازی جائز کر رکھی تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھو آلآثار الباقیہ لابی ریحان البیرونی صہ۲۱۳۔ ایک اور شق بھی باقی ہے۔ کہ عورت کی ڈاڑھی ہو۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید لکھتے ہیں۔ کہ لنڈن میں ایک عورت کی دس فٹ لمبی ڈاڑھی دیکھی گئی۔ لیکن یاد رہے میری غرض اس بیان سے توہین نہیں۔ بلکہ استفسار و اظہار حق ہے۔ فی ذاتہ میں اس معاملہ میں متردد ہوں۔ اور ناظرین سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کوئی صاحب صحیح نتیجے پر پہنچا ہو۔ تو مجھے اطلاع دیکر عند اللہ ماجور ہو۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ٭ گیلانی الیکٹرک پریس

ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خاکسار حافظ عبدالرحیم جنرل امام مسجد جیورڈ پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر

ایک احمدیت سے مرتد ہونے والے کی حقیقت

اخبار پاسبان (جموں) کی غلط بیانی

اخبار پاسبان جموں نے لکھا ہے۔ کہ مسمی محمد حسین گھڑی ساز جموں جو کہ سکرٹری جماعت احمدیہ اکھنور تھا۔ وہ بروز عید احمدیت سے تائب ہوگیا ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ مسمی محمد حسین گھڑی ساز نہ تو کبھی سکرٹری رہا ہے۔ نہ جماعت احمدیہ سے اس کا کوئی تعلق تھا سوائے دو ماہ کے یعنی شروع میں جس کو عرصہ ایک سال سے زائد کا ہوچکا ہے۔ اس نے کبھی چندہ نہیں دیا۔ کچھ عرصہ سے اس نے سکونت جموں میں اختیار کرلی ہے۔ مگر جماعت جموں کے ساتھ بھی اس کا کوئی تعلق اس عرصہ میں نہیں رہا۔ اس نے عرصہ آٹھ ماہ سے جماعت جموں کے ساتھ کبھی نماز جمعہ تک بھی ادا نہیں کی ٭ مرزا عنایت اللہ سکرٹری جماعت احمدیہ اکھنور ریاست جموں

[1] معاذ اللہ (یعنی بدفعلی کی)

وصیتیں

نمبر ۲۵۱: منکہ غلام محمد مدرس ولد پیر بخش قوم عباسی عمر ۲۹ برس تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء سکنہ صدبود برو ڈاک خانہ خاص تحصیل گمبٹ ضلع ریاست خیرپور میرس بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶/۱۰/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد سکولی ماسٹری مبلغ ۳۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ کی حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۱۶/ اکتوبر ۱۹۳۴ء

العبد: غلام محمد احمدی ہیڈ ماسٹر حال سکول اگرہ ریاست خیرپور میرس سندھ۔ گواہ شد: محمد مبارک احمدی مبلغ سندھ۔ گواہ شد: قریشی محمد صالح قادیانی مبلغ سندھ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۳۴ء۔

نمبر ۲۵۲: منکہ مشتاق احمد ولد چوہدری غلام حسن قوم جٹ باجوہ زمیندار عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۱۰۵ جھنگ برانچ ڈاک خانہ فرید آباد براستہ چک جھمرہ تحصیل و ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ نصف مربعہ یعنی ۱/۲ ۱۲ گھماؤں واقعہ موضع علیا آباد چک ۱۰۵ جھنگ برانچ ڈاک خانہ فرید آباد براستہ چک جھمرہ ضلع لائل پور میں ہے۔ فقط

موجودہ صورت میں میں لاء کالج میں تعلیم پا رہا ہوں۔ برسر روزگار ہونے پر میں اپنی ماہوار تنخواہ یا پریکٹس یا اپنی زمین کے علاوہ جو بھی آمدنی مجھے ہوگی۔ اس کا انشاء اللہ تعالیٰ ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد: مشتاق احمد خان متعلم ایف۔ای ایل لاء کالج لاہور۔ گواہ شد: انور احمد خان بقلم خود متعلم ایف۔ای ایل لاء کالج لاہور مورخہ ۱۶/۱۱/۳۴

گواہ شد: غلام مصطفےٰ سیکرٹری صوبائی جماعت احمدیہ لاہور

نمبر ۲۵۶: منکہ رحیم بخش ولد تھو قوم ارائیں پیشہ زراعت و ملازمت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۴ء ساکن ننگل باغباناں ڈاک خانہ قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۵/۹/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ۲۸ کنال قسم بارانی اول و دوئم واقع موضع ننگل باغباناں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ہے۔ یہ اراضی مجھے ورثہ میں ملی ہے۔ کاغذات سرکاری میں ملکیت ہے۔ نیز ایک مکان خام موضع مذکور کا میں مالک ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ موجودہ صورت میں میرا گزارہ نوکری وغیرہ پر ہے مگر اس وقت میں بیکار ہوں۔ تازیست میں اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ دیتا رہوں گا۔

العبد: رحیم بخش مذکور نشان انگوٹھا

گواہ شد: عزیز الدین بقلم خود پریذیڈنٹ ننگل باغباناں

گواہ شد: دین محمد سیکرٹری نشان انگوٹھا

اشتہار

عارضی کاشت اراضیات نہر مستقل علاقہ پنجند بہاولپور گورنمنٹ

بحکم دربار بہاولپور پنجند نہر کے مختلف راجباہوں پر قریباً سوا لاکھ ایکڑ زمین جس کے مختلف تعداد کے قطعات بنائے گئے ہیں تین سال یا پانچ سال۔ یا اس سے زائد میعاد کے لئے بھی کاشت پر دی جائے گی۔

سربمہر ٹنڈر شرح مالکانہ فی ایکڑ طبر قبہ پختہ علاوہ مطالبہ مال آبیانہ و دیگر بجوب منظور شدہ کے واسطے صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر میں مورخہ ۶ فروری ۱۹۳۵ء شام کے چار بجے تک لئے جاویں گے۔ ٹنڈر کے فارم اور مفصل شرائط عارضی کاشت معہ فہرست رقبہ جات و میعاد صاحب بہادر منتظم آبادی کے دفتر سے موازی ۸ نقد ادا کرنے پر یا بذریعہ وی پی مہیا کئے جا سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا اراضی کے نقشہ جات صاحب موصوف کے دفتر یا تحصیلدار صاحب نوآبادی رحیم یار خاں و نائب تحصیلدار صاحب نوآبادی خانپور جن کے علاقہ جات میں ایسے رقبہ جات واقعہ ہیں۔ ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

دستخط: ڈبلیو۔ ایف۔ جی لیسلی صاحب بہادر منتظم آبادی بہاولپور گورنمنٹ

نئے سال کے نئے تحفے

نئے سال کے نئے تحفے

نئے سال کے نئے تحفے

لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہونے پر بھی
قیمتوں میں حیرت انگیز کمی

حقیقۃ الوحی یہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور تصنیف ایک سال سے ختم ہو چکی تھی جسے اب تیسری بار بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا۔ پہلے اس ضخیم کتاب کی قیمت بلا جلد پانچ روپے تھی۔ مگر اب اس کی قیمت صرف تین روپے لی جائے گی۔ تاکہ ہر ایک دوست آسانی کے ساتھ خرید کر دوسروں کو بھی پڑھوا سکے۔

استفتاء عربی یہ حقیقۃ الوحی کا عربی ضمیمہ الگ بھی چھپوایا گیا ہے۔ تاکہ دوست عربی خواں لوگوں کو سلسلہ کی اصل تعلیم سے واقف کرنے کے لئے پڑھوائیں کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ حجم ۹۲ صفحے مگر قیمت صرف ۶ر

درثمین فارسی یہ حقائق و معارف سے لبریز منظوم کلام اس قابل ہے۔ کہ احباب جماعت اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور کس والہانہ انداز میں آپ نے اپنے آقا کی مدح و ثنا کی ہے۔ پہلے اس کی قیمت بارہ آنہ تھی۔ مگر عام اشاعت کی خاطر قسم اول کی قیمت ۸ر اور غیر مجلد کی ۶ر اور قسم دوم مجلد کی ۴ر اور بلا جلد کی ۳ر رکھی ہے۔ تاکہ دوست اس کی خاطر خواہ اشاعت کر سکیں۔

مسیح ہندوستان میں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نہایت ہی محققانہ تصنیف ہے۔ جو عرصہ سے ختم تھی۔ اب دوستوں کے اصرار پر تیسری بار اعلےٰ کاغذ عمدہ لکھائی اور بہترین طباعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ اور قیمت صرف ۶ر رکھی گئی ہے۔ توقع ہے۔ کہ دوست اس کی بھی اشاعت میں دل کھول کر حصہ لیں گے۔

نشان آسمانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تصنیف بھی سالہا سال سے ختم تھی جسے اب چوتھی بار چھپوایا گیا ہے۔ اور عام اشاعت کی خاطر اس کی قیمت بھی ۳ر رکھی گئی ہے۔

عربی اردو لغات یہ بڑی تقطیع کے ہزار صفحوں کی کتاب قرآن کریم کو باترجمہ پڑھنے میں بہترین معاون ہو سکتی ہے۔ جو دوست قرآن کریم اور عربی زبان تھوڑے وقت میں سیکھنے کے متمنی ہوں۔ وہ اسے ضرور خریدیں اور پڑھیں۔ باوجود اس کے کہ کتاب مجلد ہے۔ سائز بڑا ہے۔ اور ہزارہا الفاظ کا مجموعہ ہے۔ مگر اس پر بھی قیمت صرف چار روپے رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک شخص سہولت سے خرید کر اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

چشمۂ عرفان یہ سید حبیب ایڈیٹر سیاست کی کتاب تحریک قادیان کا نہایت ہی مدلل اور مفصل جواب ہے۔ یہ سلسلہ احمدیہ کے دو مشہور عالموں نے لکھا ہے۔ اور ہر ایک اعتراض پر نہایت جامع بحث کی گئی ہے۔ جس سے تھوڑی سی استعداد کا آدمی بھی اپنے اندر اتنی طاقت محسوس کرے گا۔ کہ وہ بڑے سے بڑے غیر احمدی مولوی کا مونہہ بند کر سکے۔ اور باوجود اس کے کہ سائز بڑا ہے۔ حجم سوا پانچ سو صفحہ ہے۔ اور کاغذ ولایتی لکھائی چھپائی عمدہ مگر قیمت برائے نام یعنی صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ دوست اس کتاب کو غیر احمدیوں میں بکثرت پھیلائیں گے۔

ہمارا مذہب پروفیسر الیاس برنی صاحب حیدر آبادی نے گذشتہ سال ایک رسالہ قادیانی مذہب شائع کر کے ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے عقائد کو غلط اور گمراہ کن طریق سے پیش کر کے مخالفت کا بازار گرم کیا تھا۔ جس کا قرار واقعی۔ حقیقی اور مکمل جواب مولانا مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل نے لکھا ہے۔ جو ہر مذہبی مذاق رکھنے والے کے لئے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ کتاب $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز پر چھپی ہے۔ اور اس کا حجم چار سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ مگر قیمت قسم اول ۱۲ر قسم دوم ۸ر رکھی گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ دوست اسے بھی خرید کر دوسروں تک پہنچائیں گے۔ اس میں پروفیسر صاحب کی صرف اس کتاب کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن کا ہی جواب نہیں۔ بلکہ ان کے باقی رسائل کا بھی ساتھ ہی جواب دیدیا گیا ہے۔

ابنائے فارس انگریزی یہ انگریزی رسالہ صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔اے نے مرتب کیا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی مناسب اصلاح و ترمیم کے بعد نہایت عمدہ صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات آپکے گورنمنٹ سے خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے بہت سے برٹش حکام کی کافی تعداد میں چٹھیاں بھی شائع کی گئی ہیں۔ جو انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی امن پسندی اور وفاداری کے متعلق لکھی تھیں۔ چونکہ آج کل دشمنان سلسلہ حکام کو بھی جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں ہمارے خلاف طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ یہ رسالہ خرید کر اپنے اپنے ہاں کے انگریزی آفیسروں کو تحفۃً دیں۔ اور ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث ہوں۔ جو ان کے دلوں میں پیدا کی جا رہی ہیں۔ حجم صفحہ کاغذ۔ اعلیٰ نہایت عمدہ چھپوائی بہترین اور کاغذ موزوں ہونے پر بھی قیمت صرف ۵ر رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوست زیادہ سے زیادہ نسخے خرید کر برٹش حکام تک اسے آسانی کے ساتھ پہنچا سکیں۔

مرتبۂ احادیث انگریزی یہ مکرمی مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ انگلستان کی انگریزی زبان میں تازہ تصنیف ہے۔ جس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی نظر ثانی کروا کر ٹائپ میں بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس محققانہ تصنیف میں احادیث کے متعلق سیر کن بحث کی گئی ہے اور احادیث کا مرتبہ ان کی ضرورت ان کا فائدہ۔ اور ان کے ذریعہ جو دنیا کا بھلا ہوا۔ اس کے متعلق نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ احادیث کا بہترین انتخاب بھی اس میں دیا گیا ہے۔ اسلام کے نام لیواؤں کو چاہیئے۔ کہ اس علمی اور تبلیغی کتاب کی انگریزی دان طبقہ میں اچھی طرح اشاعت کریں۔ کاغذ لکھائی چھپائی بہترین اور حجم ۸۰ صفحہ ہونے پر بھی قیمت صرف ۸ر ہے۔ نوٹ ان کے علاوہ احمدیہ پاکٹ بک مرتبہ خادم صاحب (عہ ۱۲) قرآن کریم مترجم ہے اسمہ احمد ۲ر وغیرہ نئی اور پرانی کتب بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ منگوائیے اور فائدہ اٹھائیے۔

ملنے کا پتہ۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔

احراری مولوی کی غلط بیانیاں اور فتنہ پردازیاں

۲۵ جنوری کے جمعہ میں احراری مولوی نے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے کا سراسر جھوٹا اور مفتریانہ الزام لگا کر جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو سخت اشتعال دلاتے ہوئے کہا قادیان میں ۵۰ سال پہلے مرزا غلام احمد ظاہر ہوا۔ اس نے ختم نبوت کے مضبوط قلعے کو توڑنے کے لئے جس کے ساتھ کئی طاقتیں ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ کوشش کی اس کے بالمقابل علماء نے بھی اس قلعہ کو محفوظ رکھنے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ اور اس زمانہ میں ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ ورنہ قیامت کے روز ہم سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جانوں کی قربانی کر کے بھی اس کی حفاظت کریں۔ اور اسی لئے میں یہاں آیا ہوں۔ میں حکومت کو کئی بار بتا چکا ہوں کہ جب تک میں یہاں رہونگا۔ سیاسی تحریک میں حصہ نہ لوں گا۔ ہاں ختم نبوت کے قلعہ کی حفاظت کے لئے جان تک دینے کو تیار ہوں۔

اس کے بعد لوکل جماعت احمدیہ قادیان کے ۲۳ جنوری کے جلسہ کے متعلق غلط بیانیاں کرتے ہوئے کہا۔ جب جلسہ کا اعلان ہوا۔ تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جاؤ دیکھ آؤ۔ پہلے تو میں ان کو ان کے جلسوں میں جانے سے روکتا رہا ہوں۔ مگر اس میں جانے کا مجھے شوق ہوا۔ مگر میں دفتر پر ہی کرسی بچھا کر بیٹھ گیا۔ اور مجمع کو دیکھتا رہا۔ وہ سیاست کیا تھی۔ وہ ایک مجنون دماغ کا تخیل تھا۔ اور ایسے ہی دماغ کا مظاہرہ تھا۔ فحش سے فحش اور گندی سے گندی گالیاں دی گئیں۔ اور کہا گیا پولیس والے اور احراری ایک ہی ہیں۔ کہا گیا۔ ہم خوشحال سنگھ کو بھی مار دیں گے یہ سب اس کی شرارت ہے۔ یہ عنایت اللہ کو ساتھ لئے پھرتا ہے۔ ممکن ہے اس نے اپنی عزت محفوظ رکھنے کے لئے اپنے افسروں سے اس کا ذکر نہ کیا ہو۔

غرضیکہ ایسی دہشت انگیزی تھی جسے کوئی صحیح فطرت برداشت نہیں کر سکتی۔ باوجود پولیس کے اس تساہل کے میں سردار خوشحال سنگھ کے متعلق یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے چند سپاہی دفتر کی حفاظت کے لئے بھیج دئے۔ اس وقت مجھے غریب مسلمانوں کے ایمان کا پتہ چلا۔ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ میرے اور دفتر کے خلاف اس قدر جوش ہے تو دفتر کی حفاظت کے لئے جمع ہو گئے۔ میں نے انہیں تسلی دی۔ کہ میرا یہاں آنا کسی مادی طاقت کی بناء پر نہیں۔ بلکہ میں اس وقت آیا ہوں۔ جب خدا کو یہ منظور ہوا۔ کہ اس سلسلہ کا راز فاش ہو۔ جس وقت مرزائیوں کا مجمع دفتر کے سامنے نعرے لگاتا ہوا آیا۔ تو دفتر میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ان کے اندر جوش تھا۔ اور وہ انتقامی جذبات سے بھرے ہوئے تھے حکومت کانگرس۔ مجلس احرار اور جمعیت العلماء کو باغی سمجھتی ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہتی ہیں۔ کھلے طور پر کہتی ہیں۔ اس لئے اس قدر نقصان دہ حکومت کے لئے نہیں۔ مگر وہ مغلیہ دماغ جس نے سن رکھا ہے کہ ہماری ملکیت ۸۴ گاؤں تھے۔ وہ حکومت کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے وفاداری کا محض ڈھونگ ہے اور گپیں ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں۔ کہ ہم صرف اسلام کے وفادار اور خیر خواہ ہیں۔ اس لئے ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن جماعت قادیان حکومت کی بدترین دشمن ہے۔ اس کا مذہبی اصول ہے کہ جس حکومت کے ماتحت ہو۔ اس کی خیر خواہی کرو۔

ہم غیر مطمئن ہو کر اپنی حفاظت کا خود بندوبست کرینگے اور اس طرح فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ معلوم نہیں۔ اس خاموشی کے نتائج پر حکومت کیوں غور نہیں کرتی۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس وقت مرزائی گالیاں دے رہے تھے۔ اگر دس کنسٹیبل ڈنڈے لے کر آجاتے۔ تو سب بھاگ جاتے۔ یا اگر دس مسلمان ہی ان پر ہلہ بول دیتے تو سب بھاگ جاتے۔ اور چھپنے کو انہیں جگہ نہ ملتی۔ خلیفہ صاحب نے پہلے دس آدمیوں کو بلا کر سکھا دیا۔ کہ ایک اس کونے میں بیٹھ جائے اور دوسرا دوسرے میں۔ اور مختلف جگہوں سے شور مچائیں۔ پس یہ سب پڑھائی ہوئی چیز تھی۔ آج میرا ارادہ تھا۔ کہ زبردست جلسہ کروں۔ اور گرد و نواح سے مسلمانوں کو جمع کروں۔ لیکن مرکز سے مجھے تین تار ملے ہیں۔ اور شام کی گاڑی سے مولوی عبد الغفار اور حاجی عبد الرحمٰن بھی آئے تھے۔ سب نے کہا ہے۔ کہ جواب نہیں دینا چاہیئے۔ اس لئے آج ابھی تک جواب نہیں دیا۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم قانون کبھی نہیں توڑتے۔ مگر معلوم نہیں وہ قانون لوہے کا بنا ہوا ہے یا کسی اور چیز کا۔ جو قانون قادیانی نازنینوں اور معشوقوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ وہ بہت مضبوط ہے۔ اگر حکومت میرے مشورہ پر عمل پیرا ہو۔ خلیفہ صاحب کا صرف ایک عقیدہ اس فساد کی جڑ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں سب دنیا کا خلیفہ ہوں۔ یہ دماغ میں بھوت ہے۔ اور حکومت کا فرض ہے۔ کہ اس بھوت کا علاج کرے۔ گورنر یا چیف سکرٹری کے دستخط سے ایک آرڈر آجائے۔ کہ اے خلیفہ تیرا یہ عقیدہ غلط ہے۔ اس کے علاوہ ضمانت لے لی جائے۔ پھر خواہ ایک سپاہی نہ رہے میں ذمہ دار ہوں کہ کوئی فساد نہیں ہوگا۔ اگر حکومت آرام کا سانس لینا چاہتی ہے۔ تو کہہ دے کہ تم کہیں کے خلیفہ نہیں ہو۔ خلیفہ تو آپ ساری دنیا کا بنتے ہیں۔ لیکن اگر پشاور سے پندرہ میل پرے کے لوگ کہیں کہ آئیے خلیفہ صاحب ہماری بیعت لیں۔ تو کبھی نہ جائیں گے۔ خدا کی قسم جو کرا رہا ہے تمہارا نامۂ اعمال کرا رہا ہے۔ کہتے ہیں۔ احراریوں نے فلاں جگہ بائیکاٹ کرا دیا۔ فلاں جگہ بائیکاٹ کرا دیا مگر یہ سب تمہارے اعمال کرا رہے ہیں۔ ہم نہیں کراتے۔ کوئی کہتا ہے۔ ہمارا پٹہ کھول دو۔ ہم عنایت اللہ کو قتل کر دیں گے۔ مگر ہم اس وقت کچھ کریں گے۔ جب کہ مرکز سے ہدایت آئے گی۔

اس کے بعد اپنے اس ناپاک اور گندے ٹریکٹ کے متعلق جس کے خلاف ۲۳ جنوری کے جلسہ میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اور جو اسی پرچہ میں درج کر دیا گیا ہے۔ صریح غلط بیانی کرتے ہوئے کہا۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ جس ٹریکٹ کو سامنے رکھ کر لوگوں کو اکسایا جاتا ہے۔ کبھی غور کیا۔ اس کا پرنٹر و پبلشر کون ہے۔ وہ کب چھپا۔ اور کہاں اس کی اشاعت ہوئی یہ ۲۱ء میں چھپا ہے۔ اور لاہور میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اب اس کے خلاف شور ڈال رہے ہیں۔ اس پرانے گند کو جوان کے مقابلہ کے لئے لکھا گیا تھا۔ اب پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس ٹریکٹ پر ۳ ستمبر ۱۹۳۴ء درج ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ احراری مولوی کس بے باکی اور دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا ہے۔

لوکل جماعت احمدیہ قادیان کے پہلے سیاسی جلسہ کے متعلق احراریوں کی غلط بیانیاں

۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کو لوکل جماعت احمدیہ کا وہ سیاسی جلسہ جو احراری مولوی کی بدزبانی اور بدگوئی کے خلاف منعقد ہوا۔ اس کی مفصل روئداد گذشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے اس میں شک نہیں۔ کہ حاضرین جلسہ میں ان گندے اور ناپاک فقرات کو سن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف احراری ٹریکٹ میں موجود تھے۔ بے حد جوش پھیل گیا۔ اور اتنی تکلیف اور کرب محسوس کیا گیا۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے تمام جلسہ آہ و بکا سے ماتم گاہ بن گیا۔ لیکن باوجود ایسی حالت کے نہ تو کسی سرکاری افسر کے متعلق کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کیا گیا۔ اور نہ احراری مولوی اور اس کے مددگاروں کے متعلق کسی ایسے فعل کے ارتکاب کا ذکر کیا۔ جو خلاف قانون اور خلاف اخلاق ہو۔ لیکن احراری جن کی زندگی کا مدار ہی آج کل اس امر پر ہے۔ کہ بات کا بتنگڑ بنا کر ملک میں شور مچائیں۔ اپنی مظلومیت کے جھوٹے اور فرضی افسانے گھڑ کر عوام کو اشتعال دلائیں۔ اور خودساختہ خطرات کا اظہار کر کے روپیہ جمع کریں۔ ان کے اخبارات "زمیندار" نے جھوٹ کے طومار کھڑے کر دیئے ہیں اور بیہودہ شور و شر سے آسمان سر پر اٹھا لیا ہے ۔

پس ہم کھلے اور واضح الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ احراری اخبارات میں جماعت احمدیہ کے متعلق جس قدر الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ سراسر جھوٹے اور محض بے بنیاد ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک طرف بیرونی لوگوں سے مالی امداد حاصل کی جائے۔ اور دوسری طرف مقامی حکام کو جن کا پہلے ہی جماعت احمدیہ کے متعلق رویہ نہایت ہی قابل اعتراض ہے۔ غلط فہمی میں مبتلا کیا جائے۔ باقی رہا وہ جوش و خروش جس کا اس جلسہ میں اظہار کیا گیا۔ اس کے متعلق ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک اس شرارت کا انسداد نہ کیا جائے گا۔ جو جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف کی جا رہی ہے۔ جب تک اس بدزبانی اور فتنہ انگیزی کو نہ روکا جائیگا جسکا ارتکاب جماعت احمدیہ کے مذہبی مرکز میں کھلم کھلا کیا جا رہا ہے۔ اور جب تک اس ظلم و ستم کو بند نہ کیا جائے گا۔ جو احمدیوں پر ہو رہا ہے۔ اس وقت تک احمدیوں میں جوش کم نہ ہو گا۔ بلکہ روز بروز بڑھے گا۔ اور پھر جو نتائج رونما ہوں۔ انکی ذمہ واری حکام پر اور ان لوگوں پر عائد ہو گی۔ جو روز بروز اشتعال دلانے اور دل آزاری کرنے میں بڑھ رہے ہیں

ہری سنگھ گیانی کی بدزبانی

۲۶ جنوری ہری سنگھ گیانی نے جس کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے۔ چند سکھوں اور احراریوں کو ایک احاطہ میں جمع کر کے تقریر کی۔ جس میں حسب معمول احمدیوں کے متعلق کذب بیانی کرتے ہوئے بدزبانی کی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ست بچن کا نام جھوٹ بچن رکھا۔ اور خطبہ الہامیہ کو نعوذ باللہ خطبہ شیطانیہ کہا۔ تاکہ احمدیوں کی دل آزاری ہو۔ پھر کہا میں گورنمنٹ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ انتظام نہیں کر سکتی۔ تو ہمیں بتا دے۔ تاکہ ہم خود حفاظت کر سکیں۔ گروؤں نے ہمیں طاقت دی ہے۔ سکھوں کے جس علاقہ میں کہا جاتا ہے۔ کہ ہمیں احراریوں سے خطرہ ہے۔ ان کو چاہیئے کہ کہیں ہمیں احمدیوں سے خطرہ ہے۔ اس جگہ جسے دارالامان کہتے ہیں۔ خونریزی ہو گی۔ اور یہ ٹکر مرزائیوں کو مہنگی پڑے گی۔ ایک افسر نے مجھے کہا ہے۔ کہ احمدیوں کی گیدڑ بھبکیاں ہیں۔ یہ کر کچھ نہیں سکتے۔ (اتنا کہنے کے بعد ڈاکٹر گوربخش سنگھ نے جو جلسہ کا پریذیڈنٹ تھا۔ آگے کہنے سے روک دیا)

پھر گوربخش سنگھ صاحب نے جو تقریر کی۔ اس میں کہا۔ جب ضرورت ہو گی۔ سکھوں کے جتھے یہاں خود بخود آ جائیں گے حکومت خواہ مخواہ پریشان نہ ہو سو مزید پولیس بھیجی جائے۔ اسکی ضرورت نہیں۔

قادیان کے آریہ صاحبان اور احراری

احراری معافات قادیان میں جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلانے حتیٰ کہ قادیان پر حملہ کرانے کے لئے جو شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے سلسلہ میں ہمیں معلوم ہوا تھا۔ کہ ایک آریہ بھی ان کے ساتھ شریک ہے۔ اور اس کا ذکر ہم نے ایک گذشتہ پرچہ میں کیا تھا۔ اس پر سکرٹری صاحب آریہ سماج قادیان نے اطلاع دی ہے۔ کہ آریہ سماج قادیان نے اپنے جنرل اجلاس منعقدہ ۱۳ جنوری میں باتفاق رائے یہ قرار دیا ہے۔ کہ قادیان کا کوئی آریہ یا اور کوئی ہندو بھی اس غرض سے کبھی کسی گاؤں میں نہیں گیا۔ اس بناء پر ہم سے خواہش کی ہے۔ کہ سابقہ اطلاع کی تردید کر دیں ۔

چونکہ اس وقت اس بحث میں پڑنا کہ جو کچھ ہم نے لکھا۔ اس کی کیا بناء تھی۔ فریقین کے لئے خوشگوار نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم اسے نظرانداز کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نے نہ صرف اپنے متعلق بلکہ دوسرے ہندوؤں کے متعلق بھی یہ اطمینان دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان میں سے کسی کا ان شرارتوں میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جو احراری جماعت احمدیہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے طریق عمل سے اپنے اقرار کی تائید کریں گے ۔

اسی سلسلہ میں یہ کہہ دینا غیر موزوں نہ ہو گا۔ کہ احراریوں کا سرخ جھنڈا جو بولشویکوں نے سرمایہ داروں کو تباہ کرنے کے نشان کے طور پر رائج کیا۔ اس کا قادیان کے سب سے بڑے ساہوکار لالہ بڈھامل صاحب کے مکان پر لہرانا عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سنا ہے پنجاب کے ہندو ساہوکار اس رنگ کے جھنڈے کو اپنے لئے خطرہ کا نشان سمجھ کر سخت ناپسند کرتے ہیں ۔

بیرونی احباب سے ضروری گذارش

احراری اخبارات "زمیندار" اور "احسان" میں آج کل نہ صرف جماعت احمدیہ کی صبر شکن اور ناقابل برداشت دل آزاری کی جا رہی ہے۔ اور طرح طرح کے نہایت گندے اور ناپاک اتہامات لگائے جا رہے ہیں۔ بلکہ عام لوگوں کو بدظن کرنے اور انہیں غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کے لئے جھوٹ اور کذب سے بھی کام لیا جا رہا ہے۔ اور مختلف مقامات کے متعلق کئی رنگ میں غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہے۔ کہ جہاں کے متعلق کسی قسم کی جھوٹی اور مبالغہ آمیز خبر "زمیندار" یا "احسان" میں شائع ہو۔ وہاں کے ذمہ وار احمدی اصحاب کو چاہیئے۔ کہ فوراً اس کی تردید لکھ کر بھیج دیا کریں۔ اور اس میں قطعاً تساہل نہ کیا جائے ۔

عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی